691

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ18۔مارچ2014

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

(مفاد عامہ سے متعلق)

(مورخہ 11۔مارچ2014 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

(محرک نے جناب وزیر قانون سے اس قرارداد میں ترمیم کروانا تھی،

کیا محرک نے قرارداد میں ترمیم کروالی ہے؟)

جناب احمد شاہ کھگہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ عوام الناس کو دھوکہ دہی سے بچانے کے لئے اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مختلف رہائشی سکیموں کی جانب سے لوگوں کو مرعوب کرنے کی غرض سے اخبارات میں جو پُرکشش اشتہارات دیئے جاتے ہیں، ان اشتہارات میں حکومت کی طرف سے ایک سرٹیفکیٹ بھی شائع کیا جائے جس کی تصدیق لوگ متعلقہ دفتر سے بآسانی کر سکیں تاکہ لوگ جھوٹی ہاؤسنگ سکیم کی دھوکا دہی سے بچ سکیں۔

(موجودہ قراردادیں)

1۔ چودھری عامر سلطان چیمہ: اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر کے ہسپتالوں میں سپیشلسٹ ڈاکٹروں کی تعیناتی کو یقینی بنایا جائے۔

2۔ محترمہ شمیلہ اسلم: اس ایوان کی رائے ہے کہ تمام تعلیمی اداروں میں مرحلہ وار بیسک (Basic) لائف سپورٹ اور فائر سیفٹی کی ٹریننگ کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ بوقت ضرورت طلباء و طالبات ناگہانی آفت سے نبرد آزما ہو سکیں اور اس کے لئے پنجاب ایمرجنسی سروس1122 کے کمیونٹی سیفٹی ونگ کی خدمات حاصل کی جائیں۔

3۔ محترمہ شُنیلا رُوت: اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب حکومت سرکاری سکولوں میں طلباء و طالبات پر اساتذہ کی طرف سے جسمانی تشدد کے حوالے سے قانون سازی کرے۔

692

4۔	میاں محمود الرشید:	یہ ایوان سانحہ سیشن کورٹ اسلام آباد پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور دہشت گرد حملے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ سانحہ میں شہید ہونے والے افراد کے لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے وفاقی اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام پبلک مقامات پر سکیورٹی کے انتظامات کو بہتر کرنے کے لئے کوئی کسر اٹھا نہ رکھے تاکہ دہشت گردی سے موثر طور پر نمٹا جا سکے۔
5۔	جناب اویس قاسم خان:	یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ جس طرح تمام ایم این ایز کو Blue Passport جاری کئے جاتے ہیں، اسی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام ایم پی ایز کو بھی Blue Passport جاری کئے جائیں۔

693

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولہویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

منگل،18-مارچ2014

(یوم الثلاثاء،16-جمادی الاوّل1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر10منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

الٓمٓ ۝ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُ ۝ نَزَّلَ عَلَيۡكَ الۡكِتٰبَ
بِالۡحَـقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيۡنَ يَدَيۡهِ وَاَنۡزَلَ التَّوۡرٰٮةَ وَالۡاِنۡجِيۡلَ ۝
مِنۡ قَبۡلُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَاَنۡزَلَ الۡفُرۡقَانَ ؕ اِنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا
بِاٰيٰتِ اللّٰهِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ؕ وَاللّٰهُ عَزِيۡزٌ ذُو انۡتِقَامٍ ۝
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخۡفٰى عَلَيۡهِ شَىۡءٌ فِى الۡاَرۡضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ ۝
هُوَ الَّذِىۡ يُصَوِّرُكُمۡ فِى الۡاَرۡحَامِ كَيۡفَ يَشَآءُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا
هُوَ الۡعَزِيۡزُ الۡحَكِيۡمُ ۝

سورۃ آل عِمران آیات 1تا6

الم(1)اللہ(جو معبود برحق ہے)اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہمیشہ زندہ رہنے والا(2)اس نے (اے محمدؐ)تم پر سچی کتاب نازل کی جو پہلی (آسمانی) کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اسی نے تورات اور انجیل نازل کی(3)(یعنی)لوگوں کی ہدایت کے لئے پہلے (تورات اور انجیل اتاری)اور (پھر قرآن جو حق اور باطل کو)الگ الگ کر دینے والا(ہے)نازل کیا جو لوگ اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ان کو سخت عذاب ہوگا اور اللہ زبردست (اور)بدلہ لینے والا ہے(4)اللہ(ایسا خبیر وبصیر ہے کہ)کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں نہ زمین میں اور نہ آسمان میں(5)وہی تو ہے جو(ماں کے پیٹ میں)جیسی چاہتا ہے تمہاری صورتیں بناتا ہے اس غالب حکمت والے کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں(6)

وماعلینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب عابد رؤف قادری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

تاجدار حرم ہو نگاہ لرم
ہم غریبوں کے دن بھی سنور جائیں کے

حامی بے لساں کیا لہے گا جہاں ہم
آپ کے در سے خالی الر جائیں کے

لوی اپنا ہیں غم کے مارے ہیں ہم
آپ کے در پر فریاد لانے ہیں ہم

ہو نگاہ لرم ورنہ چوکھٹ پہ ہم
آپ کا نام لے لے کے مر جائیں کے

مے لستو آؤ آؤ مدینے چلیں
پسم ساقی لوتر سے پینے چلیں

یاد رکھو الر اٹھ سی اِک نظر
جتنے خالی ہیں سب جام بھر جائیں کے

خوف طوفان ہے بجلیوں کا ہے ڈر
سخت مشکل ہے آقا لدھر جائیں ہم

آپ ہی لر نا لیں کے ہماری خبر
ہم مصیبت کے مارے لدھر جائیں کے

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈے پر محکمہ زراعت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور اُن کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب!

پنجاب اور صوبائی دارالحکومت لاہور میں سنگین جرائم میں دن بدن اضافہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ آج جب ہم نے صبح کے اخبارات دیکھے تو اس میں درجن بھر اس طرح کے واقعات ہیں کہ جس سے رُوح کانپ اُٹھتی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ابھی مظفر گڑھ کی آمنہ کی خود سوزی کے افسوس اور سوگ کی کیفیت پورے پنجاب میں ختم نہیں ہوئی۔ تمن کھوسہ کے بارے میں لغاری صاحب نے کل بات کرتے ہوئے بتایا کہ بیس خواتین کو اغواء کیا گیا۔ اس حوالے سے انہوں نے توجہ دلاؤ نوٹس بھی دیا۔ آج جلی حروف میں تمام اخبارات کے اندر مارو بھٹیاں چنیوٹ کی صاحب بی بی کے ساتھ جو کچھ ہوا وہ چھپا ہوا ہے۔ وہاں پر پانچ دن تک پانچ سات لوگ صاحب بی بی کو ریپ کرتے رہے اور پھر اسے برہنہ درخت کے ساتھ باندھ کر چلے گئے۔ اسی طرح شیخوپورہ پولیس کے تشدد سے ایک خاتون ہلاک ہو گئی اور یہ خبر بھی آج صفحہ اوّل کے اُوپر لگی ہوئی ہے۔ شکیل، اعظم، صفدر وغیرہ چار رکنی گروہ ثناء اور فوزیہ نامی بچیوں کو کئی مرتبہ فروخت کر چکا ہے۔ یہ تھانہ مصطفیٰ آباد ضلع قصور کا واقعہ ہے۔ اسی طرح فیکٹری ایریا لاہور میں دس لاکھ روپے، نواب ٹاؤن میں آٹھ لاکھ روپے، شاہدرہ میں پانچ لاکھ روپے اور نشتر کالونی میں پانچ لاکھ روپے کا ڈاکا پڑا ہے یعنی لاہور شہر میں ڈاکے ہی ڈاکے پڑ رہے ہیں۔ ہم کدھر جائیں؟ میں یہ سمجھتا ہوں کہ حوا کی بیٹی اتنی بے توقیر کبھی نہیں ہوئی تھی جتنی ذلت اور رسوائی کا سامنا آج اس پنجاب کے اندر کر رہی ہے۔ تھانہ کلچر کی تبدیلی اور good governance کے سارے دعوے دھرے کے دھرے رہ گئے ہیں۔ اوّل تو ایف آئی آر درج نہیں ہوتی اگر ایف آئی آر درج ہو جاتی ہے تو تفتیش کار خود ہی انہیں بے گناہ قرار دے دیتے ہیں اور بقول شاعر:

وہی قاتل، وہی شاہد، وہی منصف ٹھہرے
اقرباء میرے خون کا دعویٰ کریں کس پر؟

جناب سپیکر! ان حالات کے اندر میرا خیال ہے کہ پنجاب اسمبلی کے تمام نمائندہ لوگ جو یہاں پر تشریف فرما ہیں وہ امن و امان کی بد ترین صورتحال پر غور کریں۔ میں قائد ایوان میاں محمد شہباز شریف سے پھر گزارش کروں گا، پہلے بھی کہہ چکا ہوں اور آج میں ان سے ہاتھ باندھ کر عرض کرتا ہوں کہ خدارا مرکز کے معاملات سے باہر آ جائیں اور اس صوبہ پنجاب کی جانب توجہ دیں۔ یہ دس کروڑ عوام کا صوبہ ہے۔ یہاں لوگ پس رہے ہیں، ظلم اور بربریت کی داستانیں زبان زد عام ہیں۔ آج ہر تھانے میں ایک آمنہ ہے۔ آج ہر تھانے میں حوا کی بیٹی کی تذلیل کی جا رہی ہے۔ میاں محمد شہباز شریف صاحب! آمنہ کے مرنے کے بعد مظفر گڑھ پہنچ کر اس کے گھر والوں کو پانچ لاکھ روپے دینے سے آمنہ واپس نہیں آئے گی۔ امن و امان کی اس بد ترین صورتحال میں ہمارا یہ فرض بنتا ہے کہ ہم پنجاب اسمبلی کے ایوان میں اس پر بات کریں۔ وزیر اعلیٰ صاحب! پچھلے پانچ سال بھی آپ کی حکومت تھی اور آج بھی آپ حکومت میں ہیں تو ان چھ سالوں کے اندر پورا نظام بالکل deteriorate ہو کر رہ گیا ہے۔ پولیس کو اربوں روپے دیتے ہیں لیکن یہاں صوبے میں کوئی پولیس، قانون، good governance اور نہ ہی تھانہ کلچر میں تبدیلی نظر آتی ہے۔ امن و امان کی اس بد ترین صورتحال پر میں اور میرے حزب اختلاف کے بہن بھائی احتجاجاً پانچ منٹ کے لئے ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں تاکہ حکومت کو احساس ہو کہ امن و امان کی صورتحال کو بہتر کرنا انتہائی ضروری ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے ٹوکن واک آؤٹ
کرتے ہوئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

سوالات

(محکمہ زراعت)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس وقت وزیر قانون موجود نہیں ہیں۔ وہ آ جاتے ہیں تو آپ کی بات کا جواب دیں گے۔ پہلا سوال جناب اعجاز خان کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں یہ اس سوال dispose of کیا جاتا ہے۔

میں قائد حزب اختلاف سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ تمام معزز ممبران حزب اختلاف کے ساتھ ایوان میں واپس آ جائیں۔ وقفہ سوالات شروع ہو چکا ہے۔ اب آپ کا احتجاج ریکارڈ ہو چکا ہے لہذا ایوان میں تشریف لے آئیں کیونکہ آپ ہی کے سوالات ہیں۔ میں حزب اختلاف کے معزز ممبران سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ ایوان میں تشریف لے آئیں۔ اگلا سوال بھی جناب اعجاز خان کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور صاحبہ کا ہے۔ محترمہ تشریف لے آئیں۔ میاں صاحب! تشریف لے آئیں۔ آپ کا احتجاج ریکارڈ ہو چکا ہے۔ محترمہ راحیلہ انور حزب اختلاف کے ساتھ واک آؤٹ پر ہیں، انہوں نے محنت کر کے سوال دیا ہے اور امید ہے کہ وہ ابھی تشریف لے آئیں گی۔ چلیں، محترمہ راحیلہ انور کے سوال کو تھوڑی دیر کے لئے pending کر لیتے ہیں۔ اگلا سوال الحاج محمد الیاس چنیوٹی کا ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں۔

وزیر زکوٰۃ و عشر (ملک ندیم کامران): جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ حزب اختلاف کے دوست اگر واک آؤٹ کر گئے ہیں اور وہ موجود نہیں ہیں تو ان کے سوالات کو dispose of کر دیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کے بعد چنیوٹی صاحب کا سوال ہے تو پھر اسے اور دوسرے معزز ممبران کے سوالات کو بھی pending کرنا پڑے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ملک صاحب! الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب تو ایوان میں تشریف ہی نہیں لائے جبکہ حزب اختلاف کے معزز ممبران ادھر موجود ہیں۔ وہ صرف پانچ منٹ کے لئے ٹوکن واک آٹ پر گئے ہیں۔ چونکہ الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی الحاج محمد الیاس چنیوٹی کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد کا ہے۔۔۔ محترم قائد حزب اختلاف! اب ایوان میں تشریف

لے آئیں کیونکہ آپ ہی کے سوالات take up ہو رہے ہیں۔اب پانچ منٹ ہو گئے ہیں اور وزیر قانون بھی تشریف لے آئے ہیں۔ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کے سوال کو فی الحال pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔اس لئے یہ سوال بھی pending کیا جاتا ہے۔اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین کا ہے۔۔۔موجود نہیں ہیں تو اس سوال کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار شہاب الدین خان کا ہے۔اس کو بھی تھوڑی دیر کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔شاہ صاحب تشریف لے آئے ہیں۔شاہ صاحب! ہم آپ کو welcome کہتے ہیں۔آپ اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر جناب احمد شاہ کھگہ ایوان میں تشریف لے آئے)

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 2125،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پاکپتن شریف:غلہ منڈی کے قیام کی تفصیلات

***2125: جناب احمد شاہ کھگہ:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سال 2009 میں حکومت پنجاب نے پاکپتن میں نئی غلہ منڈی کے قیام کے لئے 25 ایکڑ رقبہ خریدا جس کی خریداری کے لئے بنکوں سے بھاری سود پر قرضہ لیا؟

(ب) مذکورہ بالا منڈی کے قیام کے لئے کن وجوہات کی بناء پر حکومت پنجاب رقم کی فراہمی میں تاخیر کر رہی ہے؟

(ج) مذکورہ بالا منڈی کی اہمیت کے پیش نظر اس کا قیام کب تک عمل میں لایا جائے گا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مارکیٹ کمیٹی پاکپتن کے پاس منڈی کے قیام کے لئے کچھ رقم بھی دستیاب ہے۔تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مارکیٹ کمیٹی پاکپتن نے پاکپتن میں غلہ منڈی کے قیام کے لئے 26 ایکڑ 2 کنال 10 مرلے رقبہ خریدا ہے۔یہ درست نہ ہے کہ اس منڈی کے لئے بنکوں سے بھاری شرح سود سے قرضہ لیا گیا ہے بلکہ زمین کی خریداری کے لئے مارکیٹ کمیٹی پراونشل فنڈ بورڈ سے صرف 2 فیصد شرح سود سے قرضہ لیا گیا ہے۔

(ب) حکومت پنجاب غلہ منڈی کے قیام میں تاخیر نہیں کر رہی بلکہ سابقا صدر انجمن آڑھتیاں غلہ منڈی محمد اشرف نے نئی غلہ منڈی کے خلاف عدالت میں رٹ کی ہوئی ہے جس سے نئی غلہ منڈی کے قیام میں تاخیر ہو رہی ہے۔

(ج) عدالتی کارروائی کے خاتمہ پر ہی غلہ منڈی کا قیام عمل میں لایا جا سکے گا۔

(د) مارکیٹ کمیٹی پاکپتن کے پاس 2 کروڑ 75 لاکھ روپے کے فنڈز موجود ہیں اس لئے غلہ منڈی کے قیام کے لئے مارکیٹ کمیٹی پاکپتن کو کوئی مالی مسئلہ درپیش نہیں ہے۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں کہا گیا ہے کہ "حکومت پنجاب غلہ منڈی کے قیام میں تاخیر نہیں کر رہی بلکہ سابقا صدر انجمن آڑھتیاں غلہ منڈی محمد اشرف نے نئی غلہ منڈی کے خلاف عدالت میں رٹ کی ہوئی ہے جس سے نئی غلہ منڈی کے قیام میں تاخیر ہو رہی ہے"۔ نئی غلہ منڈی کے لئے 26 ایکڑ رقبہ خرید کئے ہوئے پانچ سال ہو چکے ہیں۔ کیا محکمہ کی طرف سے کیس کی پیروی کرنے والا کوئی نہیں؟ یہ ایک اہم مسئلہ ہے اگر محکمہ صحیح طور پر اس کی پیروی کرے تو یہ حل ہو سکتا ہے۔ پانچ سال گزر گئے ہیں، حکومت جگہ خرید چکی ہے اور پیسے ادا کر چکی ہے تو کیا محکمہ اب اس میں حائل رکاوٹ کو دُور کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا آپ کا محکمہ اس مقدمہ کو properly pursue کر رہا ہے یا نہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ہمارے محکمہ کی نیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ ہم نے منڈی بنانے کے لئے کروڑوں روپے کی چھبیس ایکڑ زمین خریدی ہے۔ پاکپتن کے شہریوں کو غلہ منڈی کی سہولت فراہم کرنے کے لئے یہ جگہ خریدی گئی لیکن شہر میں جو پہلے منڈی چل رہی ہے اس کے سابقا صدر عدالت میں چلے گئے ہیں۔ یہ سول کیس ہے اور سول کیس کی عدالت میں رفتار کو آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ محکمہ پوری طرح اس کو defend کر رہا اور ہم یہ غلہ منڈی بنانے کا پکا ارادہ رکھتے ہیں۔ جیسے ہی عدالت سے کیس کا فیصلہ ہوتا ہے تو ہم انشاء اللہ منڈی بنانے کے لئے تیار ہیں۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وزیر موصوف خود بھی پاکپتن سے تعلق رکھتے ہیں اور ماشاء اللہ بڑے سمجھدار ہیں۔ کیا انہوں نے اس حوالے سے غلہ منڈی پاکپتن کے آڑھتیوں سے کوئی میٹنگ یا مذاکرات کئے ہیں؟ میری یہ تجویز ہے کہ یہ وہاں پر ایک میٹنگ رکھ لیں۔ اس میٹنگ میں غلہ منڈی کے

دوسرے آڑھتی حضرات اور میاں اشرف بھی آ جائیں گے اور اس مسئلہ کا کوئی مثبت حل نکل سکے گا۔ کیا وزیر موصوف اس طرح کی کوئی میٹنگ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! شاہ صاحب کی تجویز بہت اچھی ہے۔ آپ ان آڑھتیوں کے ساتھ کوئی میٹنگ کر لیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جی، بہتر ہے۔ آپ کے حکم کے مطابق ان سے میٹنگ کر لیتے ہیں۔ میرے محکمہ والوں نے پہلے ان کے ساتھ میٹنگ کی ہے لیکن مسئلہ حل نہیں ہوا۔ آپ حکم کرتے ہیں تو میں خود ان کے ساتھ میٹنگ کر لوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ جس وقت وہاں جائیں تو ان کے ساتھ میٹنگ کریں، احمد شاہ کھگہ صاحب کو بھی اس میٹنگ میں بلایا جائے اور اس معاملے کو sort out کرائیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جی، بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! یہ مسئلہ انشاءاللہ sort out ہو جائے گا۔ اگلا سوال بھی احمد شاہ کھگہ صاحب کا ہے۔ میاں محمود الرشید صاحب اور حزب اختلاف کے دوسرے معزز ممبران کو میں welcome کہتا ہوں۔ جی، شاہ صاحب!

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! سوال نمبر 2200، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع پاکپتن: بارانی رقبہ کی سیرابی کے لئے بنائے گئے کھالہ جات کی تفصیلات

*2200: **جناب احمد شاہ کھگہ:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع پاکپتن میں جنوری 2010 سے اب تک محکمہ نے بارانی رقبے کی سیرابی کے لئے کتنے کھالہ جات بنائے ہیں؟

(ب) حکومت ضلع پاکپتن کے لاکھوں ایکڑ بارانی رقبے کو سیراب کرنے کے لئے کیا مزید اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) پنجاب حکومت نے "پنجاب میں آبپاش زراعت کی ترقی کا منصوبہ(PIPIP)" جولائی 2012 سے شروع کیا ہوا ہے۔اس منصوبہ کے تحت بارانی رقبے کی سیرابی کے لئے ٹیوب ویلز کے کھالہ جات جنہیں Irrigation Scheme کہتے ہیں،کو پختہ کرنے کے لئے حکومت پنجاب 2لاکھ 50ہزار روپے فی سکیم بطور سبسڈی فراہم کر رہی ہے۔اس منصوبہ کے تحت ضلع پاکپتن میں اب تک 15 عدد اریگیشن سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں جبکہ 10 پر کام جاری ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ پاکپتن میں لاکھوں ایکڑ رقبہ بارانی ہے۔ضلع پاکپتن کا کل زرعی رقبہ 9لاکھ 61ہزار219 ایکڑ ہے جس میں 91ہزار427 ایکڑ رقبہ بارانی ہے۔حکومت پنجاب نے مذکورہ بالا منصوبہ کے تحت بارانی رقبہ کو سیراب کرنے کے لئے اریگیشن سکیموں کے علاوہ ڈرپ / سپرنکلر نظام آبپاشی کی تنصیب کا منصوبہ بھی متعارف کروایا ہے۔ جس کے تحت کل لاگت کا60 فیصد حصہ حکومت کی طرف سے بطور سبسڈی مہیا کیا جا رہا ہے اور بقیہ 40 فیصد خرچہ زمیندار کو برداشت کرنا پڑتا ہے

مزید برآں، نہری اور بارانی رقبہ کی بہتر سیرابی اور ہمواری زمین کے لئے لیزر لینڈ لیولر بحساب 2لاکھ 25ہزار روپے فی یونٹ سبسڈی پر فراہم کئے جا رہے ہیں۔اب تک ضلع پاکپتن میں 72 لاکھ روپے کی سبسڈی پر 32 عدد لیزر یونٹس فراہم کئے جا چکے ہیں اور موجودہ مالی سال میں 37 عدد لیزر یونٹس بذریعہ قرعہ اندازی سبسڈی پر دیئے جائیں گے۔

جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!جواب کے جز(الف)میں بتایا گیا ہے کہ "اس منصوبہ کے تحت ضلع پاکپتن میں اب تک پندرہ عدد اریگیشن سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں جبکہ دس سکیموں پر کام جاری ہے۔" میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ پندرہ عدد اریگیشن سکیمیں جو مکمل ہو چکی ہیں وہ کہاں پر ہیں،جن دس سکیموں پر کام جاری ہے وہ کہاں پر ہیں اور یہ دس سکیمیں کب تک مکمل ہو جائیں گی؟

جناب قائم مقام سپیکر:منسٹر صاحب!کیا اس کی تفصیل آپ کے پاس ہے؟سوال میں تو یہ پوچھا نہیں گیا۔

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!معزز ممبر کو ساری سکیموں کی تفصیل فراہم کر دی جائے گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: شاہ صاحب! آپ کو تفصیل دے دی جائے گی۔

جناب احمد شاہ کھگہ: جی، بہتر ہے۔ میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا محکمہ ان سکیموں کو بڑھانے کا کوئی ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اگر درخواستیں زیادہ آ گئیں تو ہم need base پر سکیموں کو enhance بھی کر سکتے ہیں کیونکہ ہمارے پاس اس کے لئے funds پڑے ہوئے ہیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جب ہم ٹوکن واک آؤٹ پر تھے تو اس دوران میرا سوال گزر گیا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اس کو take up کر لیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! حق تو بنتا تھا کہ میں اس سوال کو dispose of کر دیتا لیکن مجھے احساس تھا اس لئے محترمہ راحیلہ انور صاحبہ اور آپ کا سوال میں نے pending کر دیا تھا۔ تو اب میں اسی پر واپس آ جاتا ہوں۔ جی، سردار صاحب! آپ اپنا سوال نمبر بولیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! بے حد شکریہ۔ سوال نمبر 2083 ہے جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ زراعت کے 46 سپروائزر کی بحالی کی تفصیلات

*2083: سردار شہاب الدین خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت نے واٹر مینجمنٹ میں 46 سپروائزر بھرتی کئے تھے اور وہ 8 سال تک کنٹریکٹ پر کام کرتے رہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان کو نوکری سے نکال دیا گیا ہے؟

(ج) کیا حکومت ان کو بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) محکمہ زراعت کے شعبہ اصلاح آبپاشی کے تحت "گریٹر تھر کینال کمانڈ ایریا ڈویلپمنٹ پراجیکٹ" میں حکومت پنجاب نے کنٹریکٹ پالیسی 2004 کے مطابق کنٹریکٹ پر

سپر وائزر کو بھرتی کیا تھا۔ اس پراجیکٹ کی مدت مالی سال 09-2008 سے 13-2012 تک تھی۔

(ب) یہ کہنا درست نہ ہے کہ ان کو نوکری سے نکال دیا گیا ہے بلکہ 30-06-2013 کو "گریٹر تھل کینال کمانڈ ایریا ڈویلپمنٹ پراجیکٹ" کی مدت پوری ہونے پر قواعد کے تحت اس میں کام کرنے والے تمام ملازمین کا کنٹریکٹ ختم ہو گیا ہے۔

(ج) جیسا کہ جز (الف) اور (ب) میں وضاحت کی گئی ہے "گریٹر تھل کینال کمانڈ ایریا ڈویلپمنٹ پراجیکٹ" کی مدت تکمیل 09-2008 تا 13-2012 تھی جو کہ 30-06-13 کو پوری ہو گئی لہٰذا اس میں کام کرنے والے تمام ملازمین، بمع 46 سپر وائزرز کا کنٹریکٹ مروجہ قواعد و ضوابط کے تحت ختم ہو گیا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں نے اپنے سوال کے جز (الف) میں چھیالیس سپر وائزر کی بابت پوچھا ہے۔ گریٹر تھر کینال کا جو پراجیکٹ شروع ہوا تھا اس میں ان چھیالیس سپر وائزر کو بھرتی کیا گیا تھا۔ اس کے جواب میں بتایا گیا ہے کہ "منصوبہ مکمل ہونے کے بعد ان کے contract کو ختم کر دیا گیا ہے۔" میں نے اس معاملے میں منسٹر صاحب سے دو تین مرتبہ بات کی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کو سمری بھی move کی گئی تھی۔ میں نے ان سے گزارش کی تھی کہ اس صوبے میں اگر پنجاب حکومت روزگار دے نہیں سکتی تو کم از کم لوگوں کو بے روزگار نہ کیا جائے۔ ساؤتھ پنجاب کے چھیالیس گھرانوں کو بے روزگار نہ کیا جائے۔ میں اس جواب سے مطمئن نہیں ہوں کہ "ان کا contract ختم ہو گیا اس لئے ہم نے ان کو نکال دیا ہے۔"

جناب سپیکر! میں جز (ج) کے بارے میں بھی ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں تاکہ منسٹر صاحب میرے سارے ضمنی سوالوں کا اکٹھا جواب دے دیں۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ "یہ پراجیکٹ ختم ہو گیا ہے" جبکہ یہ پراجیکٹ ختم نہیں ہوا۔ سال 2013-14 کے بجٹ میں اس میں کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ میں آپ کی وساطت سے قابل احترام وزیر زراعت سے گزارش کروں گا کہ مجھے اس پراجیکٹ کی تفصیل سے آگاہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! میرے خیال میں سردار صاحب کے ساتھ آپ کی پہلے بھی اس بارے میں بات ہو چکی ہے تو اس کی تفصیل بتا دیں۔

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):جناب سپیکر!سردار صاحب نے جو باتیں کہی ہیں وہ بالکل درست ہیں۔یہ میرے پاس دو تین مرتبہ تشریف لائے تھے اور یہ واقعی ان چھپالیس سپروائزر کے ساتھ بڑی ہمدردی رکھتے ہیں۔کسی بھی حکومت کا کام واقعی یہی ہوتا ہے کہ روزگار فراہم کرے لیکن it is very unfortunate کہ ہم نے ان لوگوں کو contract پر رکھا تھا اور contract بھی project specific تھا۔اس پراجیکٹ کے تحت گریٹر تھر کینال بن گئی اور اس سے جو نہریں نکلنی تھیں محکمہ اریگیشن والوں نے وہ بھی بنا دی ہیں۔اب محکمہ زراعت کے ذمہ صرف اس کے water courses بنانا تھا۔ہم نے water courses بنا دیئے لیکن نہر چل نہ سکی۔محکمہ نے جو water courses بنائے تھے ریت کی وجہ سے وہ بھی پوری طرح کام نہ کر سکے۔اتنی دیر میں جو ملازمین contract پر رکھے گئے تھے ان کا contract بھی ختم ہو گیا۔جب contract ختم ہو گیا تو automatically they stand dissolved. اور وہ سارا پراجیکٹ ختم ہو گیا۔اب جو water courses باقی رہ گئے ہیں وہ محکمہ زراعت کے ایک منصوبہ PIPIP کے تحت مکمل کئے جائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر:منسٹر صاحب نے اس کا تفصیلی جواب دے دیا ہے۔

سردار شہاب الدین خان:جناب سپیکر!میں جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،بہت شکریہ۔اب محترمہ راحیلہ انور کے سوال کو take up کر لیتے ہیں۔محترمہ!اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

سردار وقاص حسن موکل:جناب سپیکر!میں ڈاکٹر نوشین حامد کے سوال نمبر1804 کو ان کے ایماء پر take up کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر:سردار صاحب!ابھی اس کی باری نہیں آئی۔آپ تشریف رکھیں۔میں نے اس سوال کو dispose of نہیں بلکہ pending کیا تھا۔مجھے اندازہ تھا کہ آپ لوگ باہر ہیں اور جلد تشریف لے آئیں گے۔جی،محترمہ!اپنے سوال کا نمبر بولیں۔

محترمہ راحیلہ انور:جناب سپیکر!میرا سوال نمبر1171 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر:جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں سیم و تھور سے متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنانے کی تفصیلات

*1171: محترمہ راحیلہ انور: کیاوزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں اس وقت سیم اور تھور سے متاثرہ اراضی کتنی ہے اور اس متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنانے کے لئے کیا کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے؟

(ب) گزشتہ تین سالوں میں کتنی سیم و تھور سے متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنایا گیا؟

(ج) گزشتہ تین سال میں سیم و تھور سے متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنانے پر کتنے اخراجات ہوئے اور ان اخراجات میں سے حکومت پنجاب نے کتنی رقم فراہم کی اور وفاقی حکومت نے کیا مالی تعاون کیا؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) صوبہ پنجاب کا سیم سے متاثرہ رقبہ 51 ہزار 293 ایکڑ ہے جبکہ کلر و تھور سے متاثرہ رقبہ 28 لاکھ 67 ہزار 881 ایکڑ ہے Punjab Development Statistics جن میں سے تین اضلاع (جھنگ، سرگودھا اور حافظ آباد) میں سیم و تھور زدہ زمینوں کی بحالی کا منصوبہ بائیو سیلائن۔II(Bio-Saline) حکومت پنجاب اور UNDP کے اشتراک سے مکمل ہوا۔ جبکہ جنوبی پنجاب میں ایک منصوبہ شروع کیا گیا جس کا مقصد کلراٹھی زمینوں کی بحالی اور کھارے پانی کے استعمال سے مختلف ٹیکنالوجیز کا فروغ تھا جو ستمبر 2010 سے لے کر جون 2013 میں مکمل ہوا۔

(ب) منصوبہ برائے سیم و تھور زدہ زمینوں کی بحالی بائیو سیلائن۔II کے تحت 80 ہزار ایکڑ شور زدہ رقبہ قابل کاشت بنایا گیا۔

(ج) منصوبہ برائے سیم و تھور زدہ زمینوں کی بحالی بائیو سیلائن۔II 2006 تا 2010 میں مکمل کیا گیا۔ منصوبہ کا بجٹ اس طرح سے تھا۔

کل بجٹ	:	79 کروڑ 55 لاکھ 19 ہزار روپے
منصوبہ میں پنجاب کا حصہ	:	53 کروڑ 3 لاکھ 66 ہزار روپے (67 فیصد)
یو این ڈی پی	:	26 کروڑ 51 لاکھ 53 ہزار روپے (33 فیصد)

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے جز(الف) میں جواب دیا ہے کہ صوبہ پنجاب کا سیم سے متاثرہ رقبہ 51ہزار293ایکڑ ہے جبکہ کلر و تھور سے متاثرہ رقبہ 28لاکھ 67ہزار881ایکڑ ہے۔ اس سے آگے انہوں نے پھر تین اضلاع جھنگ، سرگودھا اور حافظ آباد کا ذکر کیا ہے کہ جہاں یہ پراجیکٹ مکمل ہوا جبکہ جنوبی پنجاب میں ایک منصوبہ شروع کیا گیا جس کا مقصد کلر اٹھی زمینوں کی بحالی اور کھارے پانی کے استعمال سے مختلف technologies کا فروغ تھا جو ستمبر 2010 میں شروع ہو کر جون 2013 میں مکمل ہوا۔ انہوں نے جو 2010 سے 2013 کا عرصہ بتایا ہے اور میں نے جو سوال کئے ہیں کہ تین سالوں میں کتنی زمین سیم و تھور سے متاثر ہوئی۔ اس حوالے سے جو بات میرے علم میں ہے تو یہ جو جواب دے رہے ہیں کہ یہ UNDP کی رپورٹ کے مطابق یہ Pakistan Community Development Project for Rehabilitation تھا جو جھنگ، سرگودھا اور حافظ آباد میں جس کا آغاز 1998 اور 2002 میں مکمل ہو چکا ہے۔ یہ مجھے پرانا جواب دے رہے ہیں۔ میں نے ان سے جواب کچھ اور مانگا تھا۔ Kindly یہ مجھے بتائیں گے کہ یہ پراجیکٹ مکمل ہو چکا ہے اور اتنا عرصہ ہو چکا ہے اور یہ اب اس کا جواب دے رہے ہیں تو یہ اس کو یہاں کس طرح fit کر رہے ہیں کہ اتنا پرانا پراجیکٹ ابھی پچھلے تین سال میں مکمل ہوا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہم نے اس جواب میں پنجاب میں جتنا بھی سیم و تھور سے متاثرہ علاقہ ہے اس کے متعلق بتایا ہے کہ 26لاکھ 67ہزار881ایکڑ ہے اور Bio-Saline(II) منصوبے کے تحت جتنا ہم نے reclaim کیا ہے اس کا بھی بتا دیا ہے کہ وہ 80ہزار ایکڑ رقبہ ہے۔ ہم نے اس میں واضح جواب دیا ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ongoing process ہے جو رحیم یار خان میں چل رہا ہے تو ongoing process soil fertility والے کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ کا اب رحیم یار خان میں پراجیکٹ چل رہا ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میں نے جز(ب) پوچھا تھا کہ گزشتہ تین سالوں میں کتنی سیم و تھور سے متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنایا گیا؟ پھر جز(ج) میں پوچھا تھا کہ گزشتہ تین سال میں سیم و تھور سے

متاثرہ اراضی کو قابل کاشت بنانے پر کتنے اخراجات ہوئے؟ یہاں ذکر تین سال کا ہو رہا ہے اور معزز وزیر صاحب جواب پرانا دے رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! وہ latest جواب بھی دے رہے ہیں کہ ان کا ایک پراجیکٹ رحیم یار خان میں چل رہا ہے اور ایک پرانا مکمل کر لیا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی بات آپ نے پوچھنی ہے تو پوچھ لیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے جواب میں بتایا ہے کہ متاثرہ رقبہ 28 لاکھ 67 ہزار 881 ایکڑ ہے، آگے بتایا ہے کہ منصوبہ برائے سیم و تھور زمینوں کی بحالی Bio-Saline(II) کے تحت 80 ہزار ایکڑ شور زدہ رقبہ قابل کاشت بنایا گیا ہے۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ جب 28 لاکھ ایکڑ رقبہ اس سے متاثر ہے تو ابھی تک کل 80 ہزار ایکڑ رقبہ restore کیا گیا ہے۔ یہ جب تک باقی restore کریں گے تو پتا نہیں کتنے لاکھوں کروڑوں ایکڑ رقبہ متاثر ہو جائے گا۔ مجھے اس سوال کا جواب دیا جائے کہ یہ منصوبہ شروع کرنے کے بعد کتنی دیر میں اسے مکمل کرتے ہیں تاکہ اگلی زمینیں تو کم از کم بچ جائیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! آپ کے علم میں اچھی طرح ہے کہ کوئی پراجیکٹ جب ختم ہوتا ہے تو کوئی نہ کوئی department take up کرتا ہے اور کوئی نہ کوئی technology transfer کر کے جاتے ہیں، اس کے بارے میں knowledge دے کر جاتے ہیں اور کوئی techniques سکھا کر جاتے ہیں۔ اسی طرح Bio-Saline(II) کا ہمارا جو پراجیکٹ تھا، اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ پراجیکٹ ختم ہو گیا ہے لیکن ہمارے محکمہ نے وہ technology اور وہ طریق کار take up کئے ہیں اس لئے water logging کو ختم کرنے کے لئے ponds بنائے جا رہے ہیں، fish ponds بھی بن رہے ہیں اور saline and sodality کو کم کرنے کے لئے جپسم کا استعمال اور دوسری technologies کا استعمال کیا ہے۔ یہ تو ongoing process ہے۔ یہ تو ہم ختم کرتے رہیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ کوئی time-frame دے سکتے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اس میں time-frame نہیں دیا جا سکتا۔ یہ تو on going process ہے جو چلتا رہے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ محترمہ! آخری ضمنی سوال کریں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا معزز وزیر صاحب سے آپ کی وساطت سے یہ سوال ہے کہ انہوں نے یہاں پر جھنگ، سرگودھا اور حافظ آباد کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی انہوں نے بتایا ہے کہ ایک نیا پراجیکٹ رحیم یار خان میں شروع کیا گیا ہے۔ میرا تعلق جہلم سے ہے جہاں salt mines کی وجہ سے ہمارا لاکھوں ایکڑ رقبہ ناکارہ پڑا ہوا ہے، کیا آئندہ کوئی پراجیکٹ وہاں پر شروع کرنے کا ارادہ ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا جہلم میں کوئی پراجیکٹ شروع کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! بالکل ارادہ ہے۔ جہاں سے ہمیں شکایت ملتی ہے کہ یہ زمین reclaim کرنے والی ہے تو ہمارا ڈیپارٹمنٹ فوراً وہاں پہنچتا ہے۔ محترمہ نشاندہی کرا دیں یا درخواست دے دیں تو ڈیپارٹمنٹ والے وہاں پر پہنچ جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ محترمہ! آپ منسٹر صاحب سے مل کر درخواست دے دیں۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! شکریہ۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس سے آگے الحاج محمد الیاس چنیوٹی صاحب کے دو سوال ہیں جو dispose of ہو گئے تھے۔ اگلا سوال نمبر 1804 ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔ وہ لیتے ہیں۔ جی، سردار صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! On her behalf سوال نمبر 1804 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے ڈاکٹر نوشین حامد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور: غیر قانونی سبزی منڈی کی تفصیلات

*1804: **ڈاکٹر نوشین حامد:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع قصور میں غیر قانونی سبزی منڈی قائم ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس غیر قانونی منڈی کو ختم کرنے اور ان لوگوں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ جنہوں نے غیر قانونی سبزی منڈی تعمیر کر رکھی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع قصور میں کوئی غیر قانونی سبزی منڈی قائم نہ ہے۔تاہم الہ آباد میں ایک پرانی روایتی سبزی منڈی چل رہی ہے۔

(ب) الہ آباد میں جدید سبزی و پھل منڈی نوٹیفائی کی گئی تھی تاہم فنڈنہ ہونے کی وجہ سے ترقیاتی کام نہ ہو سکے جیسے ہی منڈی میں ترقیاتی کام مکمل ہو جائیں گے تو پرانی منڈی میں کام کرنے والے لوگوں کو جدید سرکاری منڈی میں منتقل کر دیا جائے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! مجھے منسٹر صاحب یہ explain کر دیں کہ غیر قانونی اور پرانی روایتی سبزی منڈی میں فرق کیا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کیا فرق ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ بالکل صحیح ہے کہ الہ آباد میں ایک منڈی بڑی دیر سے قائم ہے، 60 یا 70 کی دہائی میں یہ منڈیاں ضلعی حکومتیں بناتی تھیں۔ اس کے بعد یہ ساری منڈیاں مارکیٹ کمیٹی کو transfer ہوئی ہیں۔ یہ منڈی جس کا سردار صاحب نے ذکر کیا ہے بالکل وہاں قائم ہے اور یہ منڈی transfer نہیں ہو سکی لیکن اس میں جو دکاندار بیٹھے ہیں وہ لائسنس یافتہ ہیں، وہ لائسنس کی تجدید بھی کروا رہے ہیں اور مارکیٹ کی فیس بھی دے رہے ہیں۔ ہم نے وہاں نئی منڈی کے لئے جگہ لے لی ہوئی ہے اور الاٹمنٹ اور نیلامی کا کام litigation کی وجہ سے delay ہو گیا ہے۔انشاء اللہ اس کو expedite کر کے جلد اس منڈی کو نئی منڈی جس کی جگہ گورنمنٹ نے خریدی ہے وہاں shift کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا روایتی پرانی منڈی چلتی رہے گی؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! اس کو بند کر دیا جائے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہی ہے کہ انہوں نے کچھ بتایا ہے اس کو مزید clear کر دیں کہ "تاہم فنڈ نہ ہونے کی وجہ سے ترقیاتی کام نہ ہو سکے جیسے ہی منڈی میں ترقیاتی کام مکمل ہو جائیں گے" اب میں پہلے والے پر یا دوسرے والے پر یقین کروں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! دونوں باتیں ساتھ ساتھ چل رہی ہیں، ترقیاتی کام بھی ہو رہے ہیں، انہیں پتا بھی ہے کہ وہاں سڑکیں بن چکی ہیں اور ان کو یہ بھی علم ہے کہ وہاں پلیٹ فارم بھی بن چکا ہے۔ اس کے علاوہ فنڈز کا مسئلہ اور litigation کا مسئلہ بھی ہے۔ ہم انشاء اللہ جلد دونوں مسائل حل کر کے جلد منڈی کو shift کرائیں گے۔ میں تو مانتا ہوں کہ یہ دونوں problems ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ضمنی سوال نہیں ہے لیکن میں تھوڑی سی وضاحت کروں گا کیونکہ یہ میرے حلقہ سے متعلقہ ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ وہاں پر اس وقت ایک روایتی منڈی چل رہی ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہاں پر ایک parallel منڈی جو شاید سرکاری ہی ہو گی وہاں پر سولنگ بھی لگا ہوا ہے اور وہاں access road بھی ہے۔ اس وقت صرف اور صرف وہاں پر ایک مافیا کام کر رہا ہے جو کہ کبھی بھی اس روایتی منڈی کو سرکاری منڈی میں نہیں جانے دے گا۔ ایسا اس لئے ہو گا کہ وہ لوگ جب وہاں سے اٹھ کر جائیں گے۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ ان لوگوں کو قائل کریں۔ آپ کا حلقہ ہے، آپ ان لوگوں کو بلائیں اور منسٹر صاحب کے ساتھ میٹنگ کرائیں۔ انہوں نے تو جگہ بھی propose کی ہوئی ہے۔ اب litigation میں جو معاملہ چل رہا ہے اس میں ڈیپارٹمنٹ تو pursue ہی کر سکتا ہے باقی فیصلہ تو عدالت نے کرنا ہے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں یہی کہنا چاہ رہا ہوں کہ وہاں پر سب کچھ تیار ہے صرف منڈی نے اُدھر سے اِدھر آنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ایسے نہیں آ سکتی جب تک عدالت کوئی فیصلہ نہ دے۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میرے خیال میں ابھی تک litigation کا ایسا کوئی معاملہ نہیں ہے۔ میں ان کے ساتھ بیٹھنے کو تیار ہوں کیونکہ ایک معاملہ amicably حل ہو جائے تو وہی بہتر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! کیا اس پر کوئی litigation ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! تمام شہروں کا یہ مسئلہ ہے کہ جہاں پر نئی منڈی بنائی جاتی ہے وہاں پرانی منڈی میں جو آڑھتی بیٹھے ہوتے ہیں وہ لازمی طور پر litigation میں جاتے ہیں اور رکاوٹیں پیدا کرتے ہیں۔ الاٹمنٹ اور نیلامی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ یا ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کا کام ہے۔

سردار صاحب میرے بھائی ہیں، یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں وہاں کی انتظامیہ کو ساتھ بٹھالیں گے اور ان کا مسئلہ حل کرلیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ خادم حسین صاحبہ کا تھا جو dispose of ہو گیا تھا۔ محترمہ! آپ آچکی ہیں لیکن میں اس کو پہلے dispose of کر چکا ہوں۔

محترمہ راحیلہ خادم حسین: جناب سپیکر! میں اپنے سوال کے جواب سے مطمئن تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد انیس قریشی صاحب کا ہے۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2331 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں زراعت آفیسرز کے لئے بنائے گئے دفاتر ودیگر تفصیلات

*2331: **جناب محمد انیس قریشی:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے Agriculture Extension پروگرام کے تحت زراعت آفیسرز کے لئے جو دفاتر اور گھر تعمیر کئے تھے وہاں وہ کبھی نہیں گئے بلکہ پرائیویٹ لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے یا کیٹل شیڈ بن چکے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایگریکلچر ڈیپارٹمنٹ میں ہزاروں کی تعداد میں ایگریکلچر اسسٹنٹس (Assistants) بھرتی کئے گئے تھے اور فیلڈ میں ان کے دفاتر بنائے تھے لیکن وہ کبھی کاشتکاروں کو مشورہ دینے فیلڈ میں نہ گئے ہیں اور وہ ڈبل نوکریاں کر رہے ہیں۔ان کے دفاترز میں مویشی اور گدھے بندھے ہوئے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کاشتکاروں کو کوئی لٹریچر فراہم نہیں کیا جارہا ہے اور نہ ہی ان کو مشورہ دینے کے لئے زراعت آفیسر یا فیلڈ آفیسر کسی زمیندار یا کسان کے پاس جارہا ہے؟

(د) جعلی زرعی ادویات اور جعلی ڈی اے پی کھاد کے سلسلہ میں محکمہ زراعت نے گزشتہ دو سالوں کے دوران صوبہ میں کتنے ریڈ کئے ہیں اور کتنے samples لے کر Public Analyst کو بھجوائے ہیں؟

(ہ) محکمہ نے مذکورہ عرصہ کے دوران کتنے دکانداروں کو سزا دی اور ان کے خلاف کیا ایکشن لیا گیا ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) یہ درست نہ ہے۔ پنجاب میں زراعت آفیسرز کے لئے جو دفاتر اور گھر (Office cum-residence) تعمیر کئے گئے تھے وہ آباد ہیں اور پرائیویٹ لوگوں کے قبضہ میں نہ ہیں۔ زمینداران بھی ان دفاتر میں مشورے لینے کے لئے آتے ہیں کسی دفتر میں کوئی کیٹل شیڈ نہ ہے البتہ بعض دفاتر کی حالت خراب ہے۔ اسی طرح بعض رہائشیں بھی رہنے کے قابل نہیں ہیں۔

(ب) پنجاب میں فیلڈ اسسٹنٹس کی منظور شدہ اسامیاں 2981 ہیں لیکن 2500 فیلڈ اسسٹنٹس کام کر رہے ہیں اور 481 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ فیلڈ اسسٹنٹس اپنے منظور شدہ ٹور پروگرام اور اعلیٰ حکام کے احکامات کے مطابق ذمہ داریاں ادا کر رہے ہیں۔ البتہ ڈبل نوکری کا کوئی کیس نوٹس میں نہ آیا ہے اور نہ ہی ان دفاتر میں کوئی مویشی اور جانور بندھے ہوئے ہیں۔

(ج) محکمہ زراعت کی طرف سے فراہم کردہ زرعی لٹریچر فیلڈ سٹاف کے ذریعے کاشتکاروں کو مفت تقسیم کیا جا رہا ہے۔ کاشتکاروں کو راہنمائی فراہم کرنے کے لئے زراعت آفیسران اور فیلڈ اسسٹنٹس باقاعدگی کے ساتھ فیلڈ میں جاتے ہیں۔ گندم، دھان، کپاس اور دیگر تفصیلات کے علاوہ باغات کے لئے مخصوص مہینوں میں مہمات چلائی جاتی ہیں تاکہ ان فصلات کی جدید پیداواری ٹیکنالوجی کاشتکاروں کی دہلیز پر پہنچائی جا سکے۔

(د) گزشتہ دو سالوں میں جعلی زرعی ادویات اور جعلی کھادوں کے خلاف چھاپہ جات اور لئے گئے سیمپل کی تفصیل اس طرح سے ہے:

	نمونہ جات	معیاری	غیر معیاری	چھاپہ جات	ضبطی مال (کلو/لیٹر)	مالیت (روپوں)
جعلی زرعی ادویات	23972	23318	654	420	335087	5کروڑ11لاکھ58ہزار187
جعلی کھادیں	7646	7268	378	185	938976	1کروڑ52لاکھ65ہزار132

(ہ) مذکورہ دو سالوں کے دوران محکمہ زراعت کی طرف سے درج کئے گئے مقدمات میں عدالت نے 87 مقدمات کے فیصلوں میں 52 دکانداروں کو سزا دی جن میں 36 کیسوں میں 36 لاکھ 84ہزار 500 روپے جرمانہ ہوا اور 13 کیسوں میں مجموعی طور پر 17 سال قید دی گئی جبکہ

کھاد کے گراں فروشوں سے 92 لاکھ 33 ہزار 50 روپے موقع پر جرمانے کی مد میں وصول کئے گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے جواب دیا ہے کہ بہت سے گھر اور دفاتر خراب ہو چکے ہیں۔ وہ خراب اس لئے ہو چکے ہیں کہ وہاں پہلے مویشی بندھے ہوتے تھے اور وہاں ان کے آفیسرز جاتے ہی نہیں تھے۔ اب انہوں نے show کر دیا ہے کہ وہ دفاتر اور گھر خراب حالت میں ہیں جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی بھی بندہ باہر نہیں جاتا۔ کاشتکاروں سے توقع کرتے ہیں کہ وہ خود ان کے دفتروں میں آئیں۔ Progressive farmer دفاتر میں چلے جاتے ہیں لیکن عام کسان کو اتنا knowledge نہیں ہوتا اس لئے ان افسروں کو خود وہاں جا کر کسانوں کو trained کرنا چاہئے۔ انہیں وہاں خود جا کر اُن کو بتانا چاہئے اور اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ میں ان سے یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ وہاں جو گھر ناکارہ پڑے ہیں، خراب ہو چکے ہیں وہ ان کی نااہلی کی وجہ سے خراب ہوئے ہیں، وہاں رہائش نہ رکھنے کی وجہ سے خراب ہوئے ہیں یا ویسے ہی خراب ہو گئے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! وہ گھر کیوں خراب ہو گئے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! میں نے بہت اچھی طرح check کروایا ہے۔ یہ تو میں نہیں کہتا کہ سب گھروں میں رہائشیں رکھی ہوئی ہیں۔ میں نے خود یہ بات جواب میں تسلیم کی ہے کہ سب گھروں میں رہائشیں نہیں رکھی گئیں کیونکہ گھر خراب بھی ہیں۔ ہم محکمے میں ایسی کالی بھیڑوں کا جو واقعی field میں نہیں جاتے ان کا احتساب کر رہے ہیں۔ میں اپنے بھائی سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر ان کے علم میں ہے کہ کوئی جگہ جانوروں کو باندھنے کے لئے استعمال کی جا رہی ہے، کوئی گھر ایسے ہیں جن میں جان بوجھ کر رہائش نہیں رکھی جا رہی یا ہمارے محکمے کا کوئی اہلکار field میں نہیں جاتا اور گھر میں بیٹھا رہتا ہے تو یہ ان مقامات اور اہلکاروں کی نشاندہی کریں ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! آپ کسی بندے کی نشاندہی کریں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! میں خوشاب میں ڈپٹی کمشنر رہا ہوں، ڈی سی او منڈی بہاؤالدین رہا ہوں، ڈی سی او مظفر گڑھ رہا ہوں اور ڈی سی نارووال رہا ہوں۔ ان سب جگہوں پر میں نے بے شمار

ایسے cases پکڑے ہیں کہ جہاں پر cattle shed بنے ہوئے ہیں اور گدھے بندھے ہوئے ہیں۔ ان کے جو ایگر یکلچر اسسٹنٹ ہیں ان کا area پچیس ہزار آبادی کا ہے وہ کبھی field میں نہیں گئے۔

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! آپ ان کی نشاندہی کریں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! یہ محکمہ ہمارے محکمہ خزانہ پر burden بن چکا ہے اور یہ بالکل work نہیں کرتے۔ اگر یہ کام کرتے اور اسے deliver کرتے تو محکمہ زراعت کا یہ حال نہ ہوتا جو اس وقت ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! قریشی صاحب کے تجربے سے استفادہ کریں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! قریشی صاحب میرے بڑے بھائی ہیں، ان کا experience بھی زیادہ ہے اور یہ مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔ میں ان کی بات سے اختلاف نہیں کر سکتا لیکن کیا کروں کہ پنجاب کے کھیتوں میں اس وقت جو کپاس اور گندم کی average yield ہو رہی ہے وہ ان کے اس دعوے کو جھٹلا رہی ہے۔ اس وقت پنجاب کپاس کے معاملے میں انڈیا سے بھی آگے ہے۔ پنجاب میں کپاس کی ریکارڈ پیداوار ہوئی ہے لیکن اس کے باوجود میں بڑے احترام کے ساتھ اپنے بھائی سے یہ درخواست کروں گا کہ جہاں جانور بندھے ہوئے ہیں وہ مجھے دکھائیں میں ان کے ساتھ خود جانے کے لئے تیار ہوں اور ان کو سخت ترین سزا دی جائے گی۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! اس وقت کوئی اہلکار بس ڈرائیوری کر رہا ہے، کوئی بس کنڈیکٹری کر رہا ہے، کوئی دکانداری کر رہا ہے اور ان کے 50 فیصد دفاتر خالی پڑے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! آپ ان کی نشاندہی کریں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! نشاندہی کر تو دی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! کسی ایک جگہ کی نشاندہی کریں۔

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! آپ خود چل کر دیکھ لیں وہاں سفید رنگ کی بڑی سی بُرجی بنائی ہو گی جس کے اوپر "نمائشی پلاٹ" لکھا ہو گا۔ یہ خود تیار نہیں کرتے ہیں کسی کاشتکار کا اچھا پلاٹ ہو تو اس کے اوپر پیازی پولی باتھو فصل کے تین ڈاکو لکھ دیتے ہیں۔ بس یہی کارروائی کرنے کے بعد یہ گھر جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! آپ نشاندہی کریں۔ جی، محترمہ سائرہ افتخار! آپ ضمنی سوال کریں۔ محترمہ question کرنے کے لئے کافی excited تھیں۔

محترمہ سائرہ افتخار: جناب سپیکر! I belong to the citrus-belt میرا تعلق سرگودھا سے ہے۔ میں پچھلے چھ ماہ سے وہاں کے farmers سے بہت closely مل بھی رہی ہوں اور میرے weekends وہاں پر گزرتے ہیں۔ Absolutely یہ جو extension workers کے حوالے سے بھی میرے colleague نے بات کی ہے 200 They don't visit at all and this is percent true. یہ بات میں سیکرٹری ایگریکلچر کے نوٹس میں لے کر آئی تھی اور PAC کے پلیٹ فارم پر بھی میں نے یہ بات being a member of the PAC کی تھی۔ اب finally میں نے ڈی جی ایکسٹنشن جو سرگودھا کے ہیں I have given him a real hard time in a sense میں نے اس کو کہا ہے کہ مجھے تین مہینے کا schedule بنا کر دو کہ آپ نے کہاں visit کرنے ہیں۔ I will personally do the surprise visits just to double check کہ یہ extension workers وہاں پر جاتے ہیں یا نہیں۔ absolutely this is true

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس بات کو آپ بالکل نوٹ کریں، کیا آپ نے یہ بات note کر لی ہے؟

جناب محمد انیس قریشی: جناب سپیکر! یہ بالکل پروا نہیں کرتے بلکہ یہ جاتے ہی نہیں ہیں۔ یہ head office سے وہاں جاتے ہی نہیں ہیں۔ یہ کاشتکاروں میں literature تقسیم ہی نہیں کرتے۔

جناب قائم مقام سپیکر: قریشی صاحب! آپ منسٹر صاحب سے جواب لے لیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! انہوں نے فیلڈ اسسٹنٹ کی بات کی ہے۔ میں ان کو defend تو نہیں کرنا چاہتا کیونکہ میں یہ خود تسلیم کرتا ہوں کہ ہمارا محکمہ اتنا dynamic اور vibrant نہیں ہے جتنا کہ ہونا چاہئے۔ Unfortunately جو فیلڈ اسسٹنٹ DCOs اور ACs کے under ضلعوں میں کام کر رہے ہیں ان کے ساتھ یہ سلوک ہو رہا ہے کہ کوئی فیلڈ اسسٹنٹ بسوں کے اڈے پر ڈیوٹی دے رہا ہے، کوئی پٹواری کا کام کر رہا ہے اور کسی فیلڈ اسسٹنٹ کو DCO صاحب نے کسی اور جگہ پر لگایا ہوا ہے۔ جتنے ڈسٹرکٹ کے کام ہوتے ہیں فیلڈ اسسٹنٹ اور پٹواری سے ہی لئے جاتے ہیں۔ جہاں تک میری بہن نے سوال کیا ہے کہ وہ field میں نہیں جاتے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ!No cross talk آپ ان کا جواب سنیں۔یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر!میں on the floor of the House یہ بات کرتا ہوں کہ محترمہ کے والد صاحب نے ایک ایگریکلچر آفیسر کی شکایت کی تھی ہم نے ان کو suspend کر دیا ہے۔ہم تو ایکشن ہی لے سکتے ہیں اگر یہ نشاندہی کریں تو ہم بالکل ایکشن لیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! بالکل ٹھیک ہے۔ محترمہ اور بھی اگر کوئی شکایت ہے تو اس کی نشاندہی کریں۔ میرا خیال ہے کہ شیخ صاحب اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔اگلے سوال پر آ جاتے ہیں۔

میاں محمد اسلم اقبال: جناب سپیکر!منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے اس سے پتا چل رہا ہے کہ پنجاب کے اندر گڈ گورننس کتنی اچھی ہو رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کا ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال بھی ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کا ہے۔۔۔وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال بھی dispose of کیا جاتا ہے۔اگلا سوال سردار شہاب الدین خان کا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2638 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع خوشاب: گریٹر تھل کینال منصوبے کی تکمیل کی تفصیلات

***2638:** **سردار شہاب الدین خان:** کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت کے پراجیکٹ گریٹر تھل کینال جو آدھی کوٹ (ضلع خوشاب) سے نکل کر ضلع مظفر گڑھ تک جاتی تھی جس سے ضلع خوشاب، بھکر، لیہ اور کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ کا ہزاروں ایکڑ رقبہ سیراب ہونا تھا اب اس منصوبے پر عمل درآمد روک دیا گیا ہے، کیوں؟

(ب) مالی سال 14۔2013 کے بجٹ میں اس منصوبہ کے لئے کتنی رقم رکھی گئی ہے اور یہ منصوبہ کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) وفاقی حکومت نے تھل کے علاقے کی ترقی کے لئے گریٹر تھل کینال کی تعمیر کا منصوبہ شروع کیا تھا جسے واپڈا نے تین مراحل میں مکمل کرنا تھا۔اس منصوبہ کا صرف پہلا مرحلہ مکمل کیا گیاہے اور اس کے تحت تعمیر کی گئی نہریں محکمہ آبپاشی کے سپرد کر دی گئی ہیں۔ان نہروں میں دستیاب پانی کو زراعت کے لئے استعمال کرنے کے لئے محکمہ زراعت نے "گریٹر تھل کینال کمانڈ ایریا ڈویلپمنٹ پراجیکٹ" پانچ سال کے لئے 09۔2008تا13۔2012 شروع کیا تھا۔اس منصوبہ کے تحت725 موگہ جات، کھالہ جات کی تعمیر کے لئے کسانوں کو مالی اور تکنیکی معاونت فراہم کرنا تھی۔گریٹر تھل کے علاقہ میں پانی، چشمہ۔جہلم لنک کینال سے مہیا ہوتا ہے۔اس نہر کے مسلسل نہ چلنے کی وجہ سے متذکرہ علاقہ کو پانی کی فراہمی تسلسل سے نہیں ہوتی لہٰذا پانی کی عدم دستیابی اور ہوا سے ریت کے نہروں میں بھر جانے کی وجہ سے ان کی شکست وریخت ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے صرف339 کھالہ جات کی تعمیر ہو سکی اور یہ منصوبہ2013۔06۔30 کو ختم ہو گیا ہے۔

اب بقیہ کھالوں کی پختہ تعمیر کے لئے "پنجاب میں آبپاش زراعت کی بہتری کا منصوبہ (PIPIP) کے تحت سہولت موجود ہے اور زمینداران اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔

(ب) جیسا کہ جز(الف) میں وضاحت کی گئی ہے کہ گریٹر تھل کینال کمانڈ ایریا ڈویلپمنٹ پراجیکٹ2013۔06۔30 کو ختم ہو چکا ہے لہٰذا موجودہ مالی سال14۔2013 میں اس کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ہے۔

پنجاب میں آبپاش زراعت کی بہتری کا منصوبہ(PIPIP) کے تحت ان اضلاع میں کھالہ جات کی پختگی کے لئے وافر مالی وسائل فراہم کئے جا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہ میرا ضمنی سوال پہلے سوال سے ہی related ہے۔اس کے جواب کے جز(الف) میں بتایا گیا ہے کہ وفاقی حکومت نے تھل کے علاقے کی ترقی کے لئے گریٹر تھل کینال کی تعمیر کا منصوبہ شروع کیا تھا جسے واپڈا نے تین مراحل میں مکمل کرنا تھا۔اس منصوبہ کا صرف پہلا مرحلہ مکمل کیا گیا ہے۔آگے جواب میں لکھا ہے کہ "یہ منصوبہ 2013-06-30 کو ختم ہو گیا ہے۔" یہ گریٹر تھل کینال آدھی کوٹ خوشاب سے شروع ہوئی تھی۔اس نے چار ضلعوں کو سیراب

کرنا تھااس پر اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ معزز منسٹر صاحب نے ابھی میرے پہلے سوال پر جواب دیا کہ یہ نہر مکمل ہو گئی ہے اور اس کے کھالہ جات بن رہے ہیں۔ میں on the floor of the House جناب کے توسط سے وزیر موصوف سے کہوں گا کہ وہ اس کا visit کریں کیونکہ یہ جو میرے سامنے جواب آیا ہے میں اس سے مطمئن نہیں ہوں اور یہ غلط جواب ہے۔ وہاں پر کوئی پکے کھالہ جات نہیں بنے اور اگر ایک بھی single کھالہ اس نہر پر بنا ہو تو منسٹر صاحب سے میں کہوں گا کہ وہ خود دیکھ لیں کیونکہ محکمے نے جو جواب دیا ہے وہ سراسر غلط اور جھوٹ پر مبنی ہے اور دوسرا اس سوال کے پیرا جات میں پڑھیں کہ یہ تین مراحل میں مکمل ہونا تھا اور ایک مرحلہ مکمل ہونے کے بعد اس کو ختم کر دیا گیا ہے۔ آپ اس جواب کو خود پڑھ لیں، اگر آپ مطمئن ہیں تو پھر ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! اس میں لکھا ہوا ہے کہ 339 کھالہ جات کی تعمیر ہو چکی ہے لیکن سردار صاحب کے بقول کہ وہاں پر کوئی کھالہ نہیں بنا اور منصوبہ ختم کر دیا گیا ہے۔ اس کی آپ detail بتائیں۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! یہ ambiguity اس لئے ہے کہ یہ منصوبہ واپڈا یعنی فیڈرل گورنمنٹ کا ہے۔ اس کو واپڈا نے شروع کیا، دوسرا tier اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے پاس تھا مگر ہمارے پاس اس کے صرف واٹر کورسز بنانے تھے جن کے بارے میں ہم نے کہا بھی نہیں کہ ہم پکے بنا رہے ہیں کیونکہ وہ کچے واٹر کورسز ہیں۔ وہ بھی اس لئے چل نہیں سکے کیونکہ نہر کا منصوبہ نہیں چل سکا اور نہر ہی نہیں چلتی۔ نہر نہ چلنے کی وجہ سے اور sand collect ہونے کی وجہ سے وہ کچے کھالے بھی صحیح طرح کام نہیں کر رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ 339 کھالہ جات کیا آپ نے بنانے تھے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ہمارے ذمہ صرف کھالہ جات ہی بنانا ہے جبکہ اس گریٹر تھل کینال پراجیکٹ کا کوئی منصوبہ ہمارے ذمہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! اب آپ خود دیکھ لیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں معزز منسٹر صاحب سے دوبارہ یہ پوچھوں گا کہ یہ بات تھل کینال کی کر رہے ہیں۔ ہمارے جنوبی پنجاب میں تھل کینال 1951 میں آئی اور یہ گریٹر تھل کینال ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ ہم سے related ہی نہیں ہے کیونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ واپڈا کا منصوبہ تھا۔ اس کا دوسرا phase اریگیشن ڈیپارٹمنٹ نے بنانا تھا جس میں پانی مہیا کرنا تھا۔ تیسرا ان کے ذمہ یہ کام تھا کہ انہوں نے وہاں پر کچے کھالہ جات بنانے تھے جو ریت آنے کی وجہ سے نہیں بنا سکے۔ میرے خیال میں اب یہ ان سے related سوال نہیں بنتا لہذا آپ اریگیشن ڈیپارٹمنٹ سے کریں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اس میں لکھا گیا ہے کہ انہوں نے کھال بنائے ہیں۔ یہ تو تھل کینال کے بنا رہے ہیں اور ان کو گریٹر تھل کینال کا پتا بھی نہیں ہے جو over flooded canal کہلاتی ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ اس پر اگر محکمہ اریگیشن کو takeover کرا دیا گیا ہے تو پھر اس کا جواب محکمہ ایگریکلچر کیوں دے رہا ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ نے ان سے سوال کیا تھا تو انہوں نے جواب دے دیا۔ منسٹر صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ نے کوئی کھالہ جات بنائے تھے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! سوال تو واقعی ان کا بنتا تھا جس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن چونکہ تیسرا tier واٹر کورسز کا ہمارے متعلقہ ہے تو یہ سوال اُدھر سے ہو کر ہی ہمارے پاس آیا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: کیا آپ نے وہاں 339 واٹر کورسز بنائے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! وہاں پر کھالہ جات بنائے ہیں باقی سب بننے والے رہتے ہیں جو انشاء اللہ تعالیٰ PIPIP منصوبے کے تحت جلد مکمل کر دیئے جائیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگر نہر میں پانی نہیں ہے تو پھر ان کو بنانے کا کیا فائدہ ہو گا؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! جب اس کی ضرورت ہو گی تو بنائے جائیں گے لیکن ابھی نہیں بنائے جا رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: ابھی کیا اس پر کام بند کر دیا گیا ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): ابھی کام بند ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ پھر اریگیشن ڈیپارٹمنٹ سے سوال کریں کہ یہ گریٹر تھل کینال کیوں نہ چل سکی؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آپ نے صحیح بات کی ہے کہ جب نہر میں پانی ہی نہیں آ رہا وہ ریت سے بھر گئی ہے اور کھالے بھر گئے ہیں تو منسٹر صاحب بتا رہے ہیں کہ ان کھالوں کو ہمیں بنانے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! انہوں نے کہا ہے کہ اگر ضرورت پڑی تو ہم بنائیں گے لیکن ابھی کام اس کا stop کر دیا ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آپ جواب دیکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: انہوں نے جواب دیا ہے کہ ابھی یہ منصوبہ 30-06-2013 کو ختم ہو گیا ہے۔ آپ اس کی date ذرا پڑھ لیں۔ اگلا سوال جناب ظہیر الدین خان علیزئی صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے۔ انہوں نے اپنے سوال کا wait ہی نہیں کیا۔ وہ کہاں چلے گئے ہیں، انہوں نے آنا ہے یا چلے گئے ہیں؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! وہ ابھی پانی پینے گئے تھے۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، تھوڑی دیر کے لئے اس سوال نمبر 2823 کو pending کر دیتے ہیں شاید وہ پانی پینے گئے ہوں گے۔ اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔

MIAN MUHAMMAD RAFIQUE: On her behalf.

جناب قائم مقام سپیکر: سوال نمبر بولئے گا۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں ذرا ان کا سوال دیکھ لوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: جی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سوال نمبر 2826 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: ڈائریکٹر مارکیٹنگ کی تعیناتی و دیگر تفصیلات

*2826: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈائریکٹر مارکیٹنگ زراعت لاہور کی تعیناتی کب کس اتھارٹی کے احکامات سے ہوئی اس کا نام، عہدہ اور موجودہ تعیناتی سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ آفیسر عرصہ تین سال سے زائد اسی اسامی پر کام کر رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک سرکاری ملازم ایک جگہ پر قواعد کے مطابق تین سال سے زائد تعینات نہیں رہ سکتا، اگر ایسا ہے تو مذکورہ آفیسر تین سال سے زائد اس جگہ پر تعینات کیوں ہیں؟

(د) کیا حکومت قواعد و ضوابط کے مطابق مذکورہ ڈائریکٹر مارکیٹنگ کو یہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) 5۔اپریل2010 کو جناب عارف ندیم، سابقہ سیکرٹری زراعت نے قواعد کے مطابق سینئر ترین ڈپٹی ڈائریکٹر بشیر احمد (سکیلPS-18) کو وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری سے اضافی چارج کی بُنیاد پر ڈائریکٹر مارکیٹنگ تعینات کیا تھا۔جناب عارف ندیم صاحب اب ملازمت سے ریٹائر ہو چکے ہیں۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ج) چونکہ ڈائریکٹر مارکیٹنگ زراعت کا عہدہ پنجاب میں ایک ہی ہوتا ہے اس لئے مذکورہ آفیسر کو کہیں اور ٹرانسفر نہیں کیا جا سکتا۔علاوہ ازیں ان کے خلاف تاحال کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی اور ان کی کارکردگی بھی تسلی بخش ہے۔

(د) اس کا جواب جز (ج) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! کیا آپ جواب سے مطمئن ہیں؟

میاں محمد رفیق: جی، میں مطمئن نہیں ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ضمنی سوال کریں اور اسی سے related ہی کرنے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! سوال in principle ہے شکایت نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک ڈائریکٹر مارکیٹنگ کا عہدہ تین سال کے لئے ہوتا ہے جو جواب میں لکھا ہوا ہے کہ تین سال تک اس عہدے پر ایک آفیسر رہ سکتا ہے اس کے بعد نہیں رہ سکتا۔اب اس میں جواب یہ دیا گیا ہے کہ چونکہ اس

کے خلاف کوئی شکایت نہیں ہے اور دیگر کوئی عہدہ نہیں ہے اس لئے اس کو ٹرانسفر نہیں کیا جا سکتا۔ مجھے آفیسر سے شکایت ہے اور نہ کوئی شکایتی بات ہے بلکہ بات ایک پرنسپل کی ہے کہ تین سال تک جب ایک افسر کا عہدہ میعاد ہے تو.He should be transferred in the field to other post لہذا اس کو تین سال سے زائد نہیں رہنا چاہئے۔ یہ rules کو relax کر دیں کہ وہ تین سال سے زائد رہ سکتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ کیا چاہتے ہیں کہ وہ تین سال تک وہاں پر نہ رہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! اصولوں کی بات کریں اور ان کو مانیں یا پھر اصولوں کی خلاف ورزی کریں۔ اس پر آپ ruling دے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اس کا کیا جواب ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ہمارے ہیڈ کوارٹر کی جتنی بھی پوسٹیں ہوتی ہیں یہ ٹیکنیکل ہوتی ہیں اس میں فیلڈ پوسٹوں کی طرح کوئی hard and fast rule نہیں ہوتا کہ تین سال کے بعد ان کو لازمی ٹرانسفر کرنا ہے۔ ہماری بہت سی ٹیکنیکل اور ایکسٹینشن کی پوسٹیں ہیں جیسے واٹر مینجمنٹ کی پوسٹیں ہیں جو دس دس سال سے لوگ بیٹھے ہیں and they are doing well اس میں جو سوال کیا گیا ہے اس کا specific جواب یہ ہے کہ واقعی اُن سے سینئر آدمی کوئی نہیں ہے جن کو ہم نے current charge پر لگایا ہوا ہے، وہ ٹھیک کام کر رہے ہیں اور ان کے خلاف کوئی شکایت بھی نہیں ہے لہذا تین سال کے بعد ٹرانسفر کرنے کا کوئی جواز پیدا نہیں ہوتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ٹھیک ہو گیا۔ اگلا سوال چودھری اشرف علی انصاری صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن مؤکل صاحب کا ہے۔ میرے خیال میں وہ شاید چلے گئے ہیں۔

MR AMJAD ALI JAVAID: On his behalf.

جناب قائم مقام سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب! سوال نمبر بتائیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 2823 ہے جو آپ نے pending کیا تھا۔ (معزز ممبر نے سردار وقاص حسن مؤکل کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: اسی کے متعلق آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب امجد علی جاوید: جی، میں کھالوں کے حوالے سے ہی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال نمبر 2823 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع قصور: پختہ کئے گئے کھالہ جات و دیگر تفصیلات

*2823: سردار وقاص حسن مؤکل: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔180 اور پی پی۔183 ضلع قصور میں سال 12۔2011 اور 13۔2012 میں کتنے کھال پختہ کئے گئے ہیں، ان کی تعداد اور گاؤں کے نام مع تخمینہ لاگت سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) سال 14۔2013 میں کتنے کھالوں کو پختہ کرنے کا پروگرام ہے؟

(ج) کیا مذکورہ بالا حلقوں میں کچھ ایسے کھالہ جات بھی ہیں، جن کو پختہ نہیں کیا جا سکتا، ان کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) سال 12۔2011 میں ضلع قصور کے مذکورہ حلقوں میں کوئی کھال پختہ تعمیر نہ ہوا ہے۔ البتہ سال 13۔2012 کے دوران حلقہ پی پی۔180 اور پی پی۔183 میں 8,8 کھالہ جات پُختہ کئے گئے ان کھالہ جات کی تفصیل معہ تخمینہ لاگت ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) رواں سال 14۔2013 کے دوران مذکورہ ضلع کے حلقہ پی پی۔180 اور پی پی۔183 میں بالترتیب 14 اور 15 کھالہ جات کو پختہ کرنے کا پروگرام ہے۔

(ج) کوئی کھالہ ایسا نہیں ہوتا کہ اس کو پختہ نہ کیا جا سکے۔ مذکورہ بالا حلقوں میں 29 کھالہ جات ایسے ہیں جو ابھی تک پختہ نہ ہوئے ہیں، جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

PIPIP پروگرام کے تحت زیادہ سے زیادہ کھالہ جات پختہ کئے جائیں گے بشرطیکہ زمیندار کھال پختہ کرنے کی درخواست دیں اور اپنے حصے کا کام بھی مکمل کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے اپنے حلقے کے حوالے سے ہی ایک گزارش کرنی تھی۔ میں نے پچھلے اجلاس میں نشاندہی کی تھی کہ میرے حلقے کے دو گاؤں 437ج ب اور 439ج ب میں بائیس سال سے نہری پانی نہیں گیا۔ وہاں موگہ جات منظور ہونے کے باوجود پانی نہیں گیا۔ میں نے جو سوال کیا تھا وہ محکمہ انہار کو بھیجا گیا تھا لیکن محکمہ انہار کے منسٹر صاحب نے یہ فرمایا تھا کہ یہ ایگریکلچر منسٹری کا کام ہے ہمارا کام موگے کی حد تک ہے۔ آگے کھال کا کام اریگیشن کا نہیں بلکہ ایگریکلچر منسٹری کے تحت آتا ہے۔ اُس وقت سپیکر صاحب نے یہاں سے direction جاری کی تھی کہ متعلقہ محکمہ دو ہفتوں کے اندر اندر اس کا انتظام کر کے رپورٹ کرے کیونکہ بائیس سال سے وہ لوگ اس بھینٹ چڑھے ہوئے ہیں۔ ایک کھال جو لاکھوں روپے کی لاگت سے بنایا گیا تھا اس کا ڈیزائن درست نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے لوگ بائیس سال سے اس کی سزا بھگت رہے ہیں، ان کی زمینیں ویران ہو گئی ہیں اور اب وہاں سے لوگ migrate کر گئے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: منسٹر صاحب! آپ اس کا کوئی جواب دیں۔ ویسے یہ fresh question بنتا ہے۔

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! ان کا سوال tail پر پانی پہنچانے کے بارے میں ہے جو اریگیشن کا کام ہے ہمارے متعلقہ نہیں ہے۔ باقی اگر میرے بھائی کا کھالہ جات بنانے کا کوئی کام ہے جو ایگریکلچر سے متعلقہ ہے تو یہ مجھ سے مل لیں انشاء اللہ تعالیٰ ان کو satisfy کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: امجد علی جاوید صاحب! آپ منسٹر صاحب سے آج ہی ملیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا مسئلہ کھال کا ہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ آج ہی ملیں اور اس مسئلے کو sort out کریں۔ اگلا سوال سردار وقاص حسن موکل صاحب کا ہے لیکن موجود نہیں ہیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 2897 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے سردار وقاص حسن موکل کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب قائم مقام سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: خسارے میں جانے والی مارکیٹ کمیٹیوں کو ختم کرنے و دیگر تفصیلات

*2897: سردار وقاص حسن مؤکل: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موجودہ ڈائریکٹر مارکیٹنگ زراعت لاہور نے صوبہ کی کتنی مارکیٹ کمیٹیوں کے کس کس افسر و اہلکار کے خلاف غیر حاضری کی بناء پر کارروائی کی اور ان کو کیا کیا سزائیں دی گئیں ان کے نام و عہدہ سے بھی آگاہ کریں؟

(ب) کیا ڈائریکٹر مارکیٹنگ جن مارکیٹ کمیٹیوں کا پچھلے پانچ سال کے دوران آمدن میں اضافہ نہ ہو سکا یا خسارے میں ہیں ان کو ختم کرنے اور یہاں پر کام کرنے والے افسران و اہلکاران کو برخاست / ریٹائر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) درج ذیل ملازمین کو غیر حاضری کی بنیاد پر سزا دی گئی۔

نمبر شمار	نام ملازم	عہدہ	مارکیٹ کمیٹی	سزا
1	افتخار حسین بھٹی	سیکرٹری	سمبڑیال	تین سالانہ ترقیاں روک دی گئیں
2	غلام مصطفیٰ بھٹہ	انسپکٹر	سنگھ پورہ	جبری ریٹائر
3	محمد علی	انسپکٹر	چنیوٹ	ملازمت سے برخاست

(ب) جو کمیٹیاں مسلسل خسارے میں چل رہی ہوتی ہیں ان کو کسی دوسری کمیٹی میں ضم کر دیا جاتا ہے جیسا کہ مارکیٹ کمیٹی خانقاہ ڈوگراں کو مسلسل خسارے کی وجہ سے ختم کرکے مارکیٹ کمیٹی صفدر آباد میں ضم کر دیا گیا ہے۔ مارکیٹ کمیٹی پھلروان، چواسیدن شاہ اور کوٹ چُھٹہ کو ختم کرنے کے لئے سیکشن۔3 کی نوٹیفکیشن جاری ہو چکی ہے اور سیکشن۔4 کے نوٹیفکیشن جاری ہونا باقی ہیں کیونکہ قانون کے مطابق ایک ماہ کے اندر اعتراضات سننے ہوتے ہیں اس کے بعد گورنمنٹ سیکشن۔ کا نوٹیفکیشن جاری کرتی ہے۔ مارکیٹ کمیٹی مانانوالہ کو بھی ختم کرنے پر غور ہو رہا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ "کیا ڈائریکٹر مارکیٹنگ جن مارکیٹ کمیٹیوں کا پچھلے پانچ سال کے دوران آمدن میں اضافہ نہ ہو سکا یا خسارے میں ہیں ان کو ختم کرنے اور یہاں پر کام کرنے والے افسران اور اہلکاران کو برخاست / ریٹائر کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اگر نہیں تو کیوں؟" جس کا جواب دیا گیا ہے کہ "جو کمیٹیاں مسلسل خسارے میں چل رہی ہوتی ہیں ان کو کسی

دوسری کمیٹی میں ضم کر دیا جاتا ہے جیسا کہ مارکیٹ کمیٹی خانقاہ ڈوگراں کو مسلسل خسارے کی وجہ سے ختم کر کے مارکیٹ کمیٹی صفدر آباد میں ضم کر دیا گیا ہے۔ مارکیٹ کمیٹی پھلروان، چوا سیدن شاہ اور کوٹ چُٹھہ کو ختم کرنے کے لئے section-3 کا notification جاری ہو چکا ہے اور section-4 کے notification جاری ہونا باقی ہیں کیونکہ قانون کے مطابق ایک ماہ کے اندر اعتراضات سننے ہوتے ہیں اس کے بعد گورنمنٹ section-4 کا notification جاری کرتی ہے۔ مارکیٹ کمیٹی مانانوالہ کو بھی ختم کرنے پر غور ہو رہا ہے۔"اس کا جواب یہ explain کرتا ہے کہ کچھ مارکیٹ کمیٹیوں کا رقبہ اتنا زیادہ وسیع اور پھیلا ہوا ہے جن میں بنیادی طور پر ہونا تو یہ چاہئے کہ کسان کی سہولت کے لئے کچھ معاملات ہوں۔ میری جناب منسٹر صاحب سے یہ درخواست اور سوال ہے کہ ان کے پاس کیا یہ اختیار موجود ہے کہ مارکیٹ کمیٹی کی حدود کے اندر certain platform چاہے وہ یونین کونسل کی سطح پر اسی مارکیٹ کمیٹی کی jurisdiction میں ہے، کیا یہ کوئی ایسا اختیار مارکیٹ کمیٹی کی انتظامیہ یا ڈائریکٹر مارکیٹ کمیٹی رکھتے ہیں کہ اگر وہ پلیٹ فارمز certain plate forms اس مارکیٹ کمیٹی کی حدود سے باہر کہیں پر بنوانا چاہیں تو کسانوں کی سہولت کے لئے کوئی نوٹیفکیشن جاری کر سکتے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید): جناب سپیکر! انہوں نے بڑی اچھی تجویز دی ہے اور یہ actual Indian model ہے، وہاں پر اس طرح کے فوکل پوائنٹ بنے ہوتے ہیں کہ 7/8 دیہات پر مشتمل ایک جگہ پر فوکل پوائنٹ بن جاتا ہے جہاں کسان اپنی جنس لے کر جاتے ہیں، آڑھتی آ کر وہاں سے خرید لیتا ہے اور کسان شام کو cash لے کر گھر آ جاتا ہے۔ یہ تجویز بالکل ہمارے پاس آئی ہے اور ہم اس پر seriously غور کر رہے ہیں۔ مارکیٹ کمیٹیوں کا نظام review بھی ہو رہا ہے اور ہم اس نظام میں اسے بھی انشاء اللہ لا رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے۔ ان کی طرف سے request آئی تھی اس لئے اسے اگلے سیشن کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس سے اگلا سوال بھی جناب احمد خان بھچر صاحب کا ہے تو اسے بھی pending کیا جاتا ہے۔ اس سے اگلا سوال محترمہ فرحانہ افضل صاحبہ کا ہے۔

محترمہ فرحانہ افضل: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 3134 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سٹریس سکیب فنگس Citrus Scab Fungus سے پھلوں کو نقصان سے بچانے کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*3134: محترمہ فرحانہ افضل: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ دو سالوں سے Citrus Scab Fungus نے باغوں کو اتنا متاثر کیا ہے کہ Citrus پھل فروخت کرنے کے بھی لائق نہیں ہے اس Fungus کے علاج کے لئے بازار میں کوئی خاص Fungicide دستیاب بھی نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ Fungicide کی فروخت میں ملوث کمپنیاں کسانوں کو گمراہ کرتے ہوئے انہیں وہ Fungicide بیچ رہی ہیں جو Citrus scab پر قابو پانے میں غیر مؤثر ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس حوالے سے محکمہ زراعت کا کردار غیر تسلی بخش اور غیر اطمینان بخش ہے، کسانوں کی راہنمائی کرنا تو دور، حکام کھیتوں اور باغوں کے آس پاس بھی نظر نہیں آتے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ برآمد کنندگان Citrus scab سے متاثر ہوا کنو خریدنے کے لئے تیار نہیں ہیں جس کی وجہ سے کنو اگانے والے کسانوں کو بھاری مالی نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے؟

(ہ) کیا محکمہ زراعت مذکورہ بالا مسئلہ کے تدارک کے لئے کوئی واضح لائحہ عمل بنانے کا ارادہ رکھتا ہے تاکہ کسانوں کو اس پریشانی سے نجات مل سکے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) سٹرس سکیب بیماری گزشتہ دو سالوں میں ان باغات میں دیکھنے میں آئی ہے جن کی عمر 40 سال سے زائد ہے، جن میں زائد پانی لگایا گیا ہے جو کہ ہوا میں نمی کے اضافے کا باعث بنا اور ان باغات کی مناسب دیکھ بھال بھی نہیں کی گئی۔اس بیماری کے تدارک کے لئے بازار میں مناسب ادویات دستیاب ہیں۔

(ب) محکمہ زراعت Citrus scab کو کنٹرول کرنے کے لئے مناسب اور مؤثر Fungicide تجویز کرتا ہے جس میں ریلی(Rally)، نیٹوو(Nativo)، ایمی سٹار(Emistar)اور نیکسٹر پرو(Nextorpro) جیسی ادویات تجویز کرتا ہے۔

مزید برآں پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول اور ای ڈی او زراعت جعلی ادویات کے خلاف قانون کے مطابق فوری کارروائی کرتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ سٹریس سکیب کو کنٹرول کرنے کے لئے محکمہ زراعت کی کارکردگی تسلی بخش نہ ہے۔اس بیماری کو کنٹرول کرنے کے لئے محکمہ نے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے۔

اس بیماری کے خلاف آگاہی کے لئے 597 دیہاتوں باغبان حضرات کی ٹریننگ ورکشاپس کا بندوبست کیا گیا جس میں 2622 زمینداروں کو تربیت دی گئی۔

شعبہ توسیع کے فیلڈ افسران کو بھی پلانٹ پتھالوجی کے ماہرین نے ٹریننگ دی تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ باغبان اس بیماری کے بارے میں آگاہ کر سکیں۔

ای ڈی او زراعت کے دفتر میں ایک انفارمیشن سیل قائم کیا گیا جس میں باغبانوں کو ٹیلی فون پر راہنمائی مہیا کی جاتی رہی۔

اس بیماری سے بچاؤ کے لئے تفصیلی پمفلٹ بھی کافی تعداد میں تقسیم کئے گئے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔70 فیصد سے زائد باغات بہتر حالت میں ہیں اور ایران، روس، انڈونیشیا اور ملائیشیا کو پھل کی برآمد جاری ہے۔اب تک 11 لاکھ 74 ہزار 350 ٹن پیداوار حاصل ہو چکی ہے جس میں سے 2 لاکھ ٹن برآمد ہو چکا ہے۔

(ہ) جیسا کہ جز(ج) میں وضاحت کی گئی ہے کہ محکمہ اس بیماری کے خلاف بھرپور اقدامات اٹھا رہا ہے جس کی وجہ سے اس بیماری کا حملہ کنٹرول میں ہے۔

محترمہ فرحانہ افضل: جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن ہوں اور مجھے کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ ابھی وقت ہے لیکن سوالات ختم ہو گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع راولپنڈی میں محکمہ زراعت کے دفاتر و دیگر تفصیلات

*819: جناب اعجاز خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ زراعت کے کتنے دفاتر ہیں ان میں موجود افسران اور دیگر عملہ کی تعداد کتنی ہے عہدہ گریڈ وار بیان کریں؟

(ب) مذکورہ ضلع میں موجود دفاتر کی 2011-12 کے اخراجات اور آمدن بھی بتائیں اور ان دفاتر میں کاشتکاروں اور کسانوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ج) محکمہ زراعت نے 2011-12 کے دوران کس کس فصل کے نمائشی پلاٹس کہاں کہاں کاشت کئے ہر فصل کی فی ایکڑ پیداوار کیا رہی اور فی ایکڑ کیا اخراجات ہوئے تفصیل سے بیان کریں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ زراعت کے ضلع کی سطح پر کل 195 دفاتر ہیں جن میں موجود افسران اور دیگر عملہ کی کل تعداد 1038 ہے جس پر 970 افراد کام کر رہے ہیں۔ عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ زراعت کی طرف سے کاشتکاروں اور کسانوں کو فراہم کردہ سہولیات:

فصلات کی جدید زرعی ٹیکنالوجی کی زمینداروں کو منتقلی۔
خالص زرعی ادویات اور کیمیائی کھادوں کی فراہمی۔
کھیتوں کی مٹی اور پانی کے تجزیہ کی راہنمائی۔
گرین ٹریکٹر کی کسانوں کو 2 لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی پر فراہمی۔
لیزر لینڈ لیولنگ کی 2 لاکھ 25 ہزار روپے سبسڈی پر فراہمی۔
کاشتکاروں کو مبلغ 560 روپے فی گھنٹہ کے حساب سے بلڈوزروں کی فراہمی۔
کھیتوں کی پیسٹ سکاؤٹنگ کے ذریعے کسانون کو بروقت ضرررساں کیڑوں و بیماریوں کے حملہ سے آگاہی۔
اریگیشن سکیموں کی تکمیل۔
زیرِزمین پانی کی مقدار اور کوالٹی کے متعلقہ جانچ پڑتال کے لئے رزیسٹیوٹی میٹر کی فراہمی۔
ٹیوب ویلز کھدائی بذریعہ پاور ڈرلنگ رگز / ہینڈ بورنگ پلانٹ کی رعائتی نرخوں پر فراہمی۔

(ج) محکمہ زراعت نے مذکورہ سال میں ضلع راولپنڈی میں کل 305 نمائشی پلاٹ لگائے جس میں حکومت کی طرف سے مالی اخراجات کی بجائے کاشتکاروں کو صرف تکنیکی راہنمائی فراہم کی گئی۔ نمائشی پلاٹوں کی جگہ، فصل اور فی ایکڑ پیداوار کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راولپنڈی میں پانچ سالوں میں زراعت کی ترقی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات

*820: جناب اعجاز خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں پچھلے پانچ سال کے دوران زراعت کی ترقی کے لئے کون کون سے اقدامات اٹھائے گئے اور کتنی نئی مشینری خریدی گئی؟

(ب) مذکورہ مدت کے دوران مشینری کی خریداری کے لئے کل کتنا فنڈ فراہم کیا گیا کتنا خرچ ہوا بیان کریں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع راولپنڈی میں گزشتہ پانچ سالوں کے دوران کسانوں کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیل اس طرح سے ہے:

گرین ٹریکٹر سکیم کے تحت 754 ٹریکٹر فراہم کئے گئے۔
کچن گارڈن سکیم کے تحت سبزیات کے بیجوں کے 12600 پیکٹ فراہم کئے گئے۔
241 کھاد کے نمونہ جات چیک کروائے گئے۔
124 زرعی ادویات کے نمونہ جات لئے گئے۔
1904 نمائشی پلاٹس لگائے گئے۔
768 ایکڑ رقبہ پر 118 اریگیشن سکیموں کو مکمل کیا گیا۔
914 ایکڑ رقبہ پر 69 ڈرپ / سپرنکلر اریگیشن سسٹم کی تنصیب کی گئی۔
7365 ایکڑ رقبہ کو ہموار کیا گیا۔
364 زرعی آلات 50 فیصد سبسڈی پر چھوٹے کاشتکاروں کو فراہم کئے گئے۔
پانی کے معیار کو جانچنے کے لئے 336 رزیسٹیوٹی میٹر ٹیسٹ کئے گئے۔
131 ٹیوب ویلز کی بذریعہ پاور ڈرلنگ رگز / ہینڈ بورنگ پلانٹس 23578 فٹ تک ڈرلنگ کی گئی۔

مذکورہ عرصہ کے دوران محکمہ نے اپنے لئے نئی مشینری خریدنے کی بجائے کسانوں کے لئے مشینری کی خریداری کی مد میں3 کروڑ53لاکھ 3ہزار 250روپے کی رقم بطور سبسڈی مختص کی۔

(ب) مذکورہ مدت کے دوران زرعی مشینری کی خریداری پر سبسڈی کے لئے 1کروڑ7لاکھ 59ہزار 250روپے کے فنڈ فراہم کئے گئے جو تمام خرچ ہو گئے۔

ضلع چنیوٹ: زرعی زمینوں کی ہمواری کے لئے بلڈوزر کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*1730: الحاج محمد الیاس چنیوٹی: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) چنیوٹ ضلع کی زرعی زمینوں کی ہمواری کے لئے کتنے بلڈوزر فراہم کئے گئے ہیں اور ضلع چنیوٹ کی حدود میں زرعی رقبہ کی کل تعداد کتنی ہے کیا موجودہ بلڈوزر ضلع کی جملہ ضروریات کے لئے کافی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لیزر لیول کرنے والا آلہ کسانوں کے لئے نہایت ہی مفید ہے بجلی کی لوڈ شیڈنگ کے زمانہ میں جبکہ پانی ناپید ہے لیزر لیول کے ذریعے زمین جب ہموار ہو جاتی ہے تو پانی تھوڑے وقت میں دور دور کھیتوں تک پہنچ جاتا ہے اور پانی کی بہت بچت ہو جاتی ہے کیا حکومت محکمہ زراعت کے دفاتر میں وافر مقدار میں لیزر لیول مشینیں اور آسان نرخوں پر کسانوں کو لیزر لیول مشینیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) چنیوٹ ضلع بننے سے پہلے جب وہ ایک تحصیل تھی تو ضلع جھنگ میں پانچ عدد بلڈوزر موجود تھے لیکن چنیوٹ کے علیحدہ ضلع بننے کے بعد اس کے حصے میں ایک بلڈوزر آیا۔ ضلع چنیوٹ کا کل زرعی رقبہ 4لاکھ 18ہزار 934ایکڑ ہے جس میں قابل اصلاح رقبہ 80ہزار 700ایکڑ ہے۔ اگرچہ ضلع کی ضروریات کے لئے ایک بلڈوزر کافی نہیں ہے لیکن ڈیمانڈ بڑھنے پر دوسرے اضلاع سے بھی بلڈوزر منگوائے جا سکتے ہیں۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ لیزر لیولر، آبپاش علاقوں کے کسانوں کے لئے نہایت مفید ہے اور اس کی افادیت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ حکومت پنجاب نے اس کارآمد ٹیکنالوجی کو وسعت

دینے کے لئے ایک منصوبہ کے تحت06۔2005تا08۔2007کے دوران 2500 لیزر یونٹ(بشمول 105یونٹ ضلع جھنگ / چنیوٹ)کسانوں کو2لاکھ 25 ہزار روپے سبسڈی فی یونٹ جس پر56کروڑ25لاکھ روپے خرچ ہوئے، فراہم کئے۔اب ان خدمات کو مزید وسعت دینے کے لئے "پنجاب میں آبپاش زراعت کی بہتری کا منصوبہ" کے تحت3000 لیزر یونٹ کسانوں کو فراہم کئے جا رہے ہیں جس پر67کروڑ50لاکھ روپے خرچ ہوں گے۔ ان میں سے57یونٹ ضلع چنیوٹ کے لئے مختص کئے گئے ہیں جن میں سے23یونٹ پچھلے سال(13۔2012)فراہم کئے جا چکے ہیں جبکہ موجودہ مالی سال(14۔2013)میں مزید29یونٹ کسانوں کو دیئے جائیں گے ان اقدامات سے ضلع چنیوٹ میں ہموار ی زمین بذریعہ لیزر ٹیکنالوجی کی سہولیات بہتر ہو جائیں گی۔

ضلع چنیوٹ:پی پی۔73میں پختہ کھالہ جات و دیگر تفصیلات

*1731:الحاج محمد الیاس چنیوٹی:کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چنیوٹ میں پی پی۔73میں کتنے کھالہ جات پختہ ہیں اور کتنے کھالہ جات پختہ نہ ہیں؟

(ب) سال2009 سے2013تک مذکورہ حلقہ کے کتنے کھالہ جات کو پختہ کیا گیا ان کھالہ جات کی پیمائش اور ناموں سے آگاہ کیا جائے؟

(ج) حکومت سال14۔2013میں مذکورہ حلقہ کے کتنے کھالہ جات کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مذکورہ ضلع کے حلقہ پی پی۔73میں کھالہ جات کی کل تعداد70ہے جن میں سے63کھالہ جات پختہ ہیں اور7کھالہ جات پختہ نہ ہیں۔

(ب) درج بالا سالوں میں مذکورہ حلقہ میں8کھالہ جات کو پختہ کیا گیا۔ان کھالہ جات کی پیمائش، نام اور دیگر تفصیلات اس طرح سے ہیں۔

نمبر شمار	کھال نمبر	چک نمبر	پیمائش (میٹر)	لاگت (روپوں میں)
1	10456/L	465/J.B	10	25ہزار195
2	13330/R	12/J.B	465	4لاکھ20ہزار257
3	1097/L	126/J.B	781	11لاکھ12ہزار308
4	40255/TL	جھانیاں	583	5لاکھ19ہزار442
5	5365/R	10/J.B	116	1لاکھ43ہزار820

6	7075/R	11/J.B	61	52ہزار135
7	9557/R	11/J.B	84	1لاکھ26ہزار700
8	10694/L	405/J.B	55	1لاکھ11

(ج) سال14۔2013 میں مذکورہ حلقہ پی پی۔73 میں3 کھالہ جات پختہ کئے جائیں گے جس سے ناپختہ کھالہ جات کی تعداد صرف چار رہ جائے گی۔

پنجاب میں خسارے میں جانے والی مارکیٹ کمیٹیوں کی تفصیلات

*1807: ڈاکٹر نوشین حامد: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زرعی مارکیٹنگ کے اعلیٰ حکام نے مالی خسارے میں جانے والی پنجاب کی78 مارکیٹ کمیٹیوں کو وارننگ جاری کی ہے اگر انہوں نے دوماہ کے دوران اپنا خسارہ ختم نہ کیاتوان کمیٹیوں کو ڈی نوٹیفائی کر دیا جائے گا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ماہرین کافی عرصہ گزر جانے کے باوجود پنجاب میں زرعی مارکیٹنگ کا نیاقانون اور نظام تیار نہیں کر سکے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ زرعی مارکیٹنگ کے مطابق مجوزہ قانون منظور ہونے کی صورت میں پنجاب کی تمام مارکیٹ کمیٹیاں ختم کر کے نئے ڈھانچے کے مطابق نئی مارکیٹ کمیٹیاں قائم کی جائیں گی؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پرانی مارکیٹ کمیٹیوں کو ختم کر کے نئے ڈھانچے کے مطابق نئی کمیٹیاں قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک؟

وزیرزراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) سال13۔2012 میں خسارے میں چلنے والی مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد 89 تھی۔ حکومت نے ان مارکیٹ کمیٹیوں کے سیکرٹری صاحبان سے وضاحت طلب کر لی ہے اور تسلی بخش جواب نہ دینے کی وجہ سے مارکیٹ کمیٹی خانقاں ڈوگراں کو ختم کر دیا گیا ہے۔ باقی خسارے میں چلنے والی مارکیٹ کمیٹیاں جن میں مارکیٹ کمیٹی پھلروان، چواسیدن شاہ، کوٹ چھٹہ اور مارکیٹ کمیٹی مانانوالہ شامل ہیں، کو بھی ختم کرنے پر غور کیا جارہا ہے۔

اس امر کی وضاحت کرنا بھی ضروری ہے کہ 1996 سے مارکیٹ فیس ایک روپیہ فی کوئنٹل ہے جو کہ گزشتہ 18 سال سے بڑھائی نہیں گئی ہے جس سے آمدن اور اخراجات کو متوازن رکھنا بہت مشکل ہو گیا ہے جبکہ ان 18 سالوں میں ملازمین کی تعداد اور تنخواہوں میں

کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے اس لئے مارکیٹ فیس کو بڑھانے کے لئے تمام شراکت داران (Stakeholders) کو اعتماد میں لیا جا رہا ہے۔

(ب) زرعی مارکیٹنگ کے نئے قانون کا مسودہ منظوری کے لئے جناب وزیر زراعت حکومت پنجاب کو پیش کیا جا چکا ہے جو اس کا جائزہ لے کر وزیر اعلیٰ صاحب کو منظوری کے لئے پیش کرے گا۔

(ج) محکمہ زرعی مارکیٹنگ کے مجوزہ قانون کی منظوری کے بعد پنجاب کی مارکیٹ کمیٹیوں کا فیصلہ نئے قانون کے مطابق کیا جائے گا۔

(د) جیسا کہ جز (ج) میں جواب دیا جا چکا ہے مارکیٹ کمیٹیوں کے نئے ڈھانچے کا فیصلہ زرعی مارکیٹنگ کے نئے قانون کی منظوری کے بعد کیا جائے گا۔

ضلع قصور: زراعت کی ترقی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیلات

*1839: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع قصور میں جنوری 2011 سے مارچ 2013 زراعت کی ترقی کے لئے کون کون سے اقدامات اٹھائے گئے اور کتنی نئی مشینری خریدی گئی؟

(ب) مذکورہ مشینری کے لئے کل کتنا فنڈ جاری کیا گیا اور کتنا فنڈ خرچ کیا گیا ہے؟

(ج) کیا محکمہ زراعت ضلع قصور میں عملہ strength کے مطابق ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مذکورہ عرصہ کے دوران ضلع قصور میں زراعت کی ترقی کے لئے درج ذیل اقدامات اٹھائے گئے:

2 لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی پر کاشتکاروں کو 274 ٹریکٹر فراہم کئے گئے جس پر کل 5 کروڑ 48 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔

زرعی ادویات کے 340 نمونہ جات لئے گئے اور ان فٹ ادویات کی 23 ایف آئی آر درج کروائی گئیں۔

کھادوں کے 314 نمونہ جات لئے گئے اور 17 ایف آئی آر درج کروائی گئیں۔

مہنگی کھاد بیچنے والے 300 ڈیلروں کے خلاف 7 لاکھ 35 ہزار روپے جرمانہ کیا گیا اور 3 ایف آئی آر درج کروائی گئیں۔

سبزیات کے بیجوں کے 3 ہزار 500 پیکٹ کسانوں میں تقسیم کئے گئے۔

450 نمائشی پلاٹس برائے فصلات گندم، دھان اور کپاس لگائے گئے۔

88عدد کھالہ جات کی اصلاح کی گئی۔
138.67ایکڑ رقبہ پر ڈرپ / سپر نکلر نظام آبپاشی کی تنصیب۔
2لاکھ 25ہزار روپے فی یونٹ سبسڈی پر 39لیزر لینڈ لیولر زمینداروں کو فراہم کئے گئے جس پر 87لاکھ 73ہزار روپے خرچ ہوئے۔
مبلغ 91لاکھ 40ہزار 779روپے کی سبسڈی پر 5عدد بلڈوزرز (ماڈل 1990, 1993) کی کسانوں کو فراہمی۔
زمینداروں کے اشتراک سے 72عدد بائیو گیس پلانٹس کی تنصیب جن پر فی بائیو گیس پلانٹ مبلغ 50ہزار روپے سے بائیو گیس ڈرم فراہم کئے گئے جس پر مبلغ 36لاکھ روپے سبسڈی کی فراہمی۔
زیر زمین پانی کی مقدار اور کوالٹی جاننے کے لئے بذریعہ رزسٹیویٹی میٹر 133عدد ٹیسٹ کئے گئے۔
پاور وینچ اور ہینڈ بورنگ پلانٹس کے ذریعے 208ٹیوب ویلز کے لئے 30ہزار فٹ درلنگ کی گئی۔

(ب) درج بالا مشینری کے لئے 7کروڑ 63لاکھ 13ہزار 779روپے کا فنڈ جاری کیا گیا جو کہ تمام خرچ ہو گیا۔

(ج) بھرتی پر پابندی کی وجہ سے عملہ strength سے کم ہے۔ جیسے ہی پابندی ختم ہو گی عملہ کو strength کے مطابق پورا کر لیا جائے گا۔

پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ کا ہیڈ آفس و دیگر تفصیلات

*2282: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) صوبہ پنجاب میں PARB نے گزشتہ پانچ سالوں میں کسانوں کو کتنی نئی ریسرچ اور ٹیکنالوجی متعارف کروائی؟

(ب) صوبہ پنجاب میں پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ کے ریسرچ کے ادارے کن کن اضلاع میں قائم ہیں؟

(ج) صوبہ پنجاب میں پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ میں کل کتنے ملازمین ہیں؟

(د) صوبہ پنجاب میں پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ ہیڈ آفس کہاں پر واقع ہیں نیز اس ہیڈ آفس میں کل کتنے ملازمین ہیں ان ملازمین کے نام، عہدہ و گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) گزشتہ پانچ سالوں میں پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ نے ریسرچ و دیگر مراعات کی مد میں حکومت سے کل کتنی رقم وصول کی ہے نیز یہ رقم کہاں کہاں اور کن کن کاموں میں خرچ کی گئی، سال وار الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) گزشتہ پانچ سالوں میں پنجاب ایگریکلچر ریسرچ بورڈ نے 58 مختلف پراجیکٹس (زراعت اور لائیوسٹاک) کی فنڈنگ کی ہے جو کہ کامیابی سے چل رہے ہیں۔ان 58 پراجیکٹس میں سے 12 پراجیکٹس نے 2013 میں اپنا ریسرچ کا کام مکمل کر لیا ہے اور اب وہ کمرشلائزیشن کے مرحلہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ان 12 پراجیکٹس کے نام اس طرح سے ہیں:

1. Standardization and popularization of direct seeding to increase rice productivity & resource conservation.
2. Exploiting Controlled Atmosphere Technology Potential for Extended Storage and Shipping of Fresh Produce to International Markets.
3. Development of nutrient efficient wheat germless for food security in rained areas of Pakistan.
4. Development of parboiling technology and rice varieties suitable for parboiling. Exploration of rice bran oil production.
5. Integrated Pest Management (IPM) of Aphids on Wheat Crop.6
6. Genetic Improvement of Groundnut for herbicide and disease Resistance.
7. Insecticidal Bioactivity of Essential Oils of Local Medicinal Plants against Insect Pests of Stored Wheat.
8. Basic seed potato production of new varieties SH-5, FD 35-36 & FD-69-1 from in vitro propagated material & its demonstration in the farmer's fields.

9. Biological management of root knot nematodes on vegetables in Punjab.
10. Transgenic approaches to improve drought and salinity tolerance in wheat.
11. Economics of livestock production and its marketing in Punjab.

(ب) PARB کا دفتر صرف لاہور میں واقع ہے۔اس کے علاوہ پارب کا کوئی دفتر کسی اور ضلع میں نہیں ہے۔

(ج) PARB کی کل 44پوسٹیں ہیں جن میں اس وقت 24ملازمین کام کرتے ہیں اور 20پوسٹیں خالی ہیں۔

(د) جیسا کہ جز(ب) میں بتایا گیا ہے پارب کا ہیڈ آفس مال روڈ نزد GPO، لاہور پر واقع ہے یہاں پر کل 44پوسٹیں ہیں جن میں سے 24 پوسٹوں پر ملازمین کام کر رہے ہیں اور 20پوسٹیں خالی ہیں۔ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) گزشتہ پانچ سالوں میں پارب نے حکومت سے کل 92 کروڑ 88 لاکھ 66ہزار روپے کی رقم وصول کی۔تمام اخراجات کی تفصیل سال وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں ٹریکٹر ساز کارخانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2393: محترمہ نگہت شیخ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں ٹریکٹر ساز کارخانے غریب اور مستحق کاشتکاروں کو مناسب اور آسان شرائط پر ٹریکٹر فراہم کرتے ہیں؟

(ب) سال 2011 کے دوران حکومت نے کل کتنے ٹریکٹر تقسیم کئے نیز ان ٹریکٹروں کی تقسیم پر حکومت نے کل کتنی رقم خرچ کی، نیز تقسیم شدہ ٹریکٹر کن کن اضلاع میں کن کن کاشتکاروں کو فراہم کئے گئے، ضلع وار مکمل تفصیل سے اس ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

وزیرزراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) صوبہ میں ٹریکٹر ساز ادارے ملت ٹریکٹر لمیٹڈ اور الغازی ٹریکٹر لمیٹڈ کاشتکاروں کو حکومت کی طرف سے مہیا کردہ سبسڈی پر ہی مناسب قیمت پر ٹریکٹر فراہم کرتے ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب نے مالی سال09۔2008،10۔2009اور13۔2012میں30ہزار 43 گرین ٹریکٹر2لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی پر تقسیم کئے جس پر کل6۔ارب86لاکھ روپے لاگت آئی۔البتہ2011کے دوران حکومت نے سبسڈی پر کوئی ٹریکٹر تقسیم نہیں کیا۔

صوبہ میں محکمہ زراعت کی زرعی مشینری وآلات کی تفصیلات

*2453:ڈاکٹر سید وسیم اختر:کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) محکمہ زراعت کے زرعی انجینئرنگ شعبہ کے پاس صوبہ بھر میں کون کون سی اہم زرعی مشینری کے آلات موجود ہیں۔اس میں سے کتنے فیصد مشینری چالو حالت میں ہیں اور کتنے فیصد خراب ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ کے بیشتر مشینری آلات مثلاً بلڈوزر خصوصاً بہت پرانے ماڈل کے ہیں جو وقتاً فوقتاً خراب اور ناقابل استعمال رہتے ہیں کیا نئی مشینری خریدنے کے لئے کوئی بجٹ مختص کیا گیا ہے اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی وجوہات نیز13۔2012 میں مشینری کی مرمت کے لئے کتنا بجٹ صرف ہوا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ عام زمیندار/کاشتکار کو زرعی مشینری بآسانی دستیاب نہیں ہوتی جبکہ مختلف سرکاری افسران، فوجی حکام اور بااثر افراد کے فارمز پر مشینری زیادہ تر موجود رہتی ہے؟

(د) چھوٹے اور درمیانے کاشتکاروں کو باسانی زرعی مشینری کی دستیابی کے لئے کیا اقدامات اٹھائے گئے ہیں۔تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیرزراعت(ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) محکمہ زراعت کے شعبہ زرعی انجینئرنگ کے پاس صوبہ بھر میں جو زرعی مشینری موجود ہے اس کی تعداد، چالو اور خراب حالت اور فیصد کی اس طرح سے ہے۔

نام مشینری	کل تعداد	قابل استعمال تعداد	ناقابل استعمال تعداد
بلڈوزر (Bulldozer)	384	338	46
پاورڈرلنگ رگز(Power Drilling Rigs)	29	19	10
ہینڈ بورنگ پلانٹس(Hand Boring Plants)	213	167	46
الیکٹریکل رزسٹیویٹیو میٹر(Electrical Resistively Meter)	10	8	2
پاورونچز(Power Winches)	41	37	4

(ب) یہ بات درست ہے کہ محکمہ کے بلڈوزرز بہت پرانے ہیں اور موجودہ تمام بلڈوزر اپنی طبعی عمر(Economical Life)(11ہزار گھنٹے) سے پانچ گنا زیادہ پوری کر چکے ہیں۔ محکمہ کو بلڈوزر آخری مرتبہ 1993 میں موصول ہوئے تھے۔

2008 میں ناقابل استعمال بلڈوزر اور مشینری کو نیلام کرکے جمع شدہ رقم سے نئے بلڈوزرز خریدے جانے کا پروگرام بنایا گیا۔ محکمہ نے نیلامی کی مد میں اب تک تقریباً20 کروڑ روپے سرکاری خزانے میں جمع کروادیئے ہیں اور نئی مشینری خریدنے کے لئے محکمانہ کارروائی جاری ہے۔ حکومت پنجاب پرائیویٹ اداروں کی بھی اس سلسلے میں حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔

سال13-2012 میں مشینری کی مرمت کے لئے15 کروڑ75 لاکھ 37ہزار روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) یہ بات درست نہ ہے۔ محکمہ ہذا نے مشینری کی بکنگ کے لئے ترجیحی رجسٹر(Priority Register) بنا رکھے ہیں جو کہ متعلقہ ضلع کے نائب زرعی انجینئر اور تحصیل پر تعینات یونٹ سپروائزر کے دفتر میں موجود ہوتے ہیں جیسے ہی کوئی کاشتکار بنک میں پیسے جمع کروانے کے بعد دفتر کو مطلع کرتا ہے اُس کا نام پرائرٹی رجسٹر میں درج کر لیا جاتا ہے اور باری آنے پر اُس کو بلڈوزر مہیا کر دیا جاتا ہے البتہ حکام بالا کی طرف سے ہنگامی صورتحال یا سیلابی بہاؤ جیسے حالات میں ملکی مفاد کو ترجیح دی جاتی ہے

(د) چھوٹے اور درمیانے کاشتکاروں کو ارزاں نرخوں پر زرعی مشینری مہیا کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے مندرجہ ذیل اقدامات اٹھائے ہیں۔

- 2لاکھ روپے فی ٹریکٹر سبسڈی پر کاشتکاروں کو گرین ٹریکٹرز کی فراہمی۔
- 2لاکھ25ہزار روپے فی یونٹ سبسڈی پر لیزر لینڈلیولر کی زمینداروں کو فراہمی۔
- ڈرپ / سپرنکلر نظام آبپاشی کی تنصیب۔
- ٹیوب ویلز کے لئے بذریعہ پاور ونچ اور ہینڈ بورنگ پلانٹس ڈرلنگ کی سہولت کی فراہمی۔

- چھوٹے اور درمیانے کاشتکاروں کو۔/560روپے فی گھنٹہ اور بڑے زمینداروں کو1500روپے فی گھنٹہ کے حساب سے بلڈوزروں کی فراہمی۔
- مبلغ۔/100روپے فی گھنٹہ جمع کروانے پر زمیندار کو بلڈوزر کا ڈیزل خود مہیا کرنا ہوتا ہے۔
- چھوٹے اور درمیانے کاشتکاروں کے لئے مختلف پراجیکٹس کے تحت14000 مختلف زرعی آلات کی سبسڈی پر فراہمی۔
- 1476 بائیو گیس پلانٹ کی تنصیب۔
- بائیو گیس سے ٹیوب ویلز چلانے کے لئے زمینداروں کی مالی معاونت۔
- بارانی علاقہ جات کے کاشتکاروں کے مالی اشتراک سے48 منی ڈیم کی تعمیر۔

پنجاب سیڈ کارپوریشن کا چیئرمین و دیگر تفصیلات

*2454: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن کے موجودہ چیئرمین کون ہیں۔ان کو کب مقرر کیا گیا اور سیڈ کی تیاری اور مارکیٹنگ کے حوالہ سے ان کی تعلیم اور تجربہ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن صوبہ پنجاب کی ضروریات کا صرف پچاس فیصد بیج فراہم کر رہی ہے جبکہ بقایا بیج پرائیویٹ سیکٹر فراہم کرتا ہے پنجاب سیڈ کارپوریشن اپنی پیداوار بڑھانے اور مارکیٹ میں اپنا حصہ مزید وسیع کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

(ج) پنجاب سیڈ کارپوریشن نے مختلف ملٹی نیشنل کمپنیز کے تیار کردہ ہائی برڈ بیج کے مقابلہ کا بیج تیار کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن کا قیام پنجاب سیڈ کارپوریشن ایکٹ1976 کے تحت عمل میں لایا گیا۔ ایکٹ کے سیکشن 4 کے تحت کارپوریشن کے معاملات کو بورڈ چلاتا ہے جس کے چیئرمین بلحاظ عہدہ جناب وزیر زراعت پنجاب ہوتے ہیں۔ بورڈ کے موجودہ چیئرمین وزیر زراعت پنجاب ڈاکٹر فرخ جاوید صاحب ہیں اور پنجاب کابینہ کی تشکیل کے وقت سے بطور چیئرمین بورڈ کام کر رہے ہیں جو ایک میڈیکل ڈاکٹر ہیں، کاشتکار گھرانے سے تعلق رکھنے اور ایک فارمر ہونے کی حیثیت سے سیڈ کا کماحقہ علم رکھتے ہیں۔

(ب) پنجاب سیڈ کارپوریشن اور بیج کی تمام پرائیویٹ کمپنیاں مل کر پنجاب میں تصدیق شدہ بیج کی ضروریات کا کل35 سے40 فیصد تک مہیا کرتی ہیں۔اس لئے حکومت نے مسابقت کی فضا قائم رکھنے کے لئے پرائیویٹ کمپنیوں کو بھی بیج کی تیاری کا لائسنس دے رکھا ہے۔اس مقابلے کی

فضا کی وجہ سے کسانوں کو اعلیٰ کوالٹی کا بیج مہیا ہو رہا ہے۔ پنجاب سیڈ کارپوریشن اپنے وسائل کی مناسبت سے اپنی پیداوار اور مارکیٹ میں اپنے حصے کو وقت کے ساتھ وسیع کرتی رہتی ہے۔

(ج) پنجاب سیڈ کارپوریشن کا کام مختلف اجناس کے صرف منظور شدہ اقسام کے تصدیق شدہ بیج فراہم کرنا ہے جبکہ نئی قسم کا بیج جیسا کہ ہائی برڈ بیج وغیرہ تیار کرنا حکومت کے تحقیقی اداروں کا کام ہے۔ پنجاب سیڈ کارپوریشن نئے قسم کے بیج کی دریافت نہیں کرتی ہے۔

صوبہ کی خسارے میں جانے والی مارکیٹ کمیٹیوں کے خلاف کارروائی و دیگر تفصیلات

*2815: جناب ظہیر الدین خان علیزئی: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موجودہ ڈائریکٹر مارکیٹنگ زراعت لاہور کتنے عرصہ سے مذکورہ اسامی پر کام کر رہے ہیں؟

(ب) مذکورہ ڈائریکٹر نے اپنی تعیناتی کے دوران کون کونسے ایسے اقدامات اٹھائے جن سے صوبہ کی مارکیٹ کمیٹیوں کے خسارے میں کمی واقع ہوئی؟

(ج) مذکورہ ڈائریکٹر کی جب تعیناتی ہوئی تو اس وقت کتنی مارکیٹ کمیٹیاں خسارے میں جا رہی تھیں اور اب کتنی مارکیٹ کمیٹیاں خسارے میں ہیں، ان کے نام و شہر کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

(د) مذکورہ آفیسر نے ان مارکیٹ کمیٹیوں میں کام کرنے والے ملازمین کو محکمہ کی آمدن میں اضافہ کرنے کے لئے کتنی دفعہ کیا ہدایات جاری کیں، ان احکامات کی کاپی ایوان میں پیش کی جائے؟

(ہ) جن مارکیٹ کمیٹیوں نے واضح ہدایات کے باوجود خسارے میں کمی لانے کے لئے کوئی اقدامات نہیں اٹھائے، ان کے ذمہ داران افسران واہلکاران کے خلاف ڈائریکٹر مارکیٹنگ نے کیا کیا سزائیں دیں ان کی مارکیٹ کمیٹی وار اور افسر وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ڈائریکٹر مارکیٹنگ زراعت لاہور 2010-04-05 سے اس اسامی پر کام کر رہے ہیں۔

(ب) مارکیٹ کمیٹیوں کے خسارے میں کمی کے لئے اٹھائے گئے اقدامات کی تفصیل اس طرح سے ہے:

- 1996 سے مارکیٹ فیس 1 روپیہ فی کوئنٹل ہے جو کہ گزشتہ 18 سال سے بڑھائی نہیں گئی ہے جس سے آمدن اور اخراجات کو متوازن رکھنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ جبکہ ان 18 سالوں میں ملازمین کی تعداد اور تنخواہوں میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے اس لئے مارکیٹ فیس کو بڑھانے کے لئے تمام شراکت داران (Stakeholders) کو اعتماد میں لیا جا رہا ہے۔
- تمام ای اے ڈی اے صاحبان اور سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی صاحبان کو ہدایات جاری کی گئیں کہ وہ مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن میں ہر ممکن اضافہ کر کے خسارے کو کم کریں۔
- منڈیوں میں ناجائز تجاوزات کو ختم کرنے کی کوششیں کی گئیں تاکہ کاروبار میں اضافہ ہو اور مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن میں اضافے سے خسارے میں کمی ہو سکے۔
- مارکیٹ کمیٹیوں کے ملازمین کے مفاد کے لئے ان کی گروپ انشورنس اور بینوولینٹ فنڈ کی منظوری کے لئے بھی محکمانہ کارروائی جاری ہے تاکہ ملازمین دل جمعی سے ادارے کے مفاد میں کام کریں اور خسارے میں کمی ہو سکے۔

(ج) مذکورہ ڈائریکٹر کی تعیناتی کے وقت خسارے میں جانے والی مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد 89 تھی جو کم ہو کر 9 رہ گئی ہے ان کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

1۔ مارکیٹ کمیٹی جوہر آباد
2۔ مارکیٹ کمیٹی خانقاہ ڈوگراں (ختم ہو گئی ہے)
3۔ مارکیٹ کمیٹی یزمان
4۔ مارکیٹ کمیٹی میانوالی
5۔ مارکیٹ کمیٹی حسن ابدال
6۔ مارکیٹ کمیٹی کہروڑ پکا
7۔ مارکیٹ کمیٹی گوجرہ
8۔ مارکیٹ کمیٹی قائد آباد
9۔ مارکیٹ کمیٹی حضرو

مارکیٹ فیس میں اضافے کی صورت میں صوبے کی تمام مارکیٹ کمیٹیاں خسارے سے نکل جائیں گی۔

(د) مارکیٹ کمیٹیوں کے ملازمین کو آمدن میں اضافہ کے متعلق ہدایات کی تفصیل اس طرح سے ہے۔

- لائسنس نمبر 6 کا اجراء اور اس کی تجدید کے بارے میں ضروری اقدامات کریں تاکہ ٹھیک سے لائسنسوں کا اجراء، ان کی تجدید اور اندراج ہو تاکہ لائسنس فیس ٹھیک سے اکٹھی ہو سکے اور مارکیٹ کمیٹی کی آمدنی میں اضافے کا باعث بنے۔
- ڈائریکٹر فوڈ لاہور سے رابطہ کیا گیا کہ وہ حقیقی طلب کے مطابق مارکیٹ کمیٹیوں سے زمینداروں کی سہولیات کے لئے مختلف چیزیں حاصل کریں تاکہ غیر ضروری اور زیادہ سامان مہیا کرنے کی صورت میں مارکیٹ کمیٹی کے فنڈز ضائع نہ ہوں۔
- مختلف کمیٹیوں کی ریکوری کے لئے متعلقہ اضلاع کے ڈی سی او صاحبان کو گزارش کی گئی کہ وہ مارکیٹ کمیٹیوں کے واجبات کی وصولی کے لئے اپنے متعلقہ تحصیل داروں کو ہدایات جاری کریں تاکہ بروقت مارکیٹ کمیٹی کی فیس کی وصولی ہو سکے اور آمدنی میں اضافے کا باعث بنے۔

- سیکرٹری مارکیٹ کمیٹی راولپنڈی نے فلور ملز سے مارکیٹ فیس کی وصولی کے خلاف فلور ملز مالکان کے ساتھ غیر قانونی معاہدہ کر لیا تھا جس کو ختم کیا گیا تاکہ مارکیٹ کمیٹی کی اس معاہدہ کی وجہ سے رُکی ہوئی گندم پر فیس فلور ملز مالکان سے حاصل ہو سکے۔
- مارکیٹ کمیٹیوں کو ہدایات جاری کرتے رہے کہ مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدنی دیئے گئے ہدف کے مطابق ہو جس کے لئے لاہور ہیڈکوارٹر پر ڈویژن وار سیکرٹری اور ای اے ڈی اے صاحبان سے میٹنگ کرتے رہے تاکہ مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدنی میں اضافے کے لئے اپنی کاوشوں کو تیز کریں اور سخت تلقین کی گئی کہ مارکیٹ کمیٹی کی آمدنی میں اضافہ کریں۔
- منڈیوں کی صفائی ستھرائی کے لئے ہدایات جاری کی گئیں تاکہ صاف ستھرا ماحول حاصل ہونے کی صورت میں کاروبار میں اضافہ ہو اور مارکیٹ کمیٹی کی آمدن میں اضافہ ہو سکے۔
- مارکیٹ کمیٹیوں کے زائد کمیشن کو روکنے اور جائز مارکیٹ فیس جو ایک روپیہ فی کوئینٹل ہے رسد کے مطابق حاصل کرنے کی ہدایات جاری کرتے رہیں۔
- کیلا جو منڈی کے اندر زیادہ گندگی کا باعث بنتا ہے اُس کے ڈسپوزل کے لئے ہدایات جاری کرتے رہے اور اس پر ہینڈ آؤٹ، بروشر شائع کروا کے پورے پنجاب میں تقسیم کئے گئے۔
- 9۔ اکثر اوقات مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدنی بڑھانے کے لئے اور مارکیٹ فیس کی خورد بُرد کو روکنے کے لئے ہدایات جاری کرتے رہیں۔
- مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدنی میں اضافے کے لئے لائسنس فیس کی وصولی 200 سے 1500 اور 500 سے 5000 کر دی گئی ہے۔ جس سے مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدنی میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔
- ریٹ روزانہ اور بروقت جاری ہونے کے لئے ہدایات جاری کرتے رہے۔ مارکیٹ کمیٹیاں تھوک اور پرچون ریٹ متعلقہ ڈی سی او کے مشورہ سے جاری کر رہی ہیں۔

(ہ) جِن افسران و اہلکاران کو سزا دی گئی ان کی مارکیٹ کمیٹی وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ: مارکیٹ کمیٹیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*2862: چودھری اشرف علی انصاری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ میں کتنی مارکیٹ کمیٹیاں کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی سال 2010 تا 2013 کی آمدن بتائیں؟

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی آمدن کے ذرائع کون کون سے ہیں، آگاہ کریں؟

(د) درج بالا مارکیٹ کمیٹیوں کے سال 2010 تا 2013 کے اخراجات مدوار بتائیں؟

(ہ) مذکورہ بالا کمیٹیوں میں کل کتنے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام اور فرائض سے آگاہ کریں؟

(و) ان مارکیٹ کمیٹیوں نے سال 2010 سے 2013 کے دوران کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے کیا اقدامات اٹھائے؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں کل آٹھ مارکیٹ کمیٹیاں ہیں جو گوجرانوالہ، کامونکی، ایمن آباد، گکھڑ، وزیرآباد، قلعہ دیدار سنگھ، علی پور چٹھہ اور نوشہرورکاں میں واقع ہیں۔

(ب) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی مذکورہ سالوں کی آمدن (روپوں میں) اور دیگر تفصیلات (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) ان مارکیٹ کمیٹیوں کے ذرائع آمدن میں لائسنس فیس، مارکیٹ فیس، سائیکل سٹینڈ اور پلاٹوں کی فروخت وغیرہ شامل ہیں۔

(د) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی مذکورہ سالوں کے اخراجات مدوار (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) ضلع گوجرانوالہ کی تمام آٹھ مارکیٹ کمیٹیوں میں کل 84 ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے کمیٹی وار نام اور فرائض کی تفصیل (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(و) ان مارکیٹ کمیٹیوں کی طرف سے مذکورہ سالوں میں کسانوں کی فلاح و بہبود کے لئے اٹھائے گئے اقدامات اس طرح سے ہیں۔

- محکمہ خوراک کی طرف سے قائم کردہ مراکز خریداری گندم پر کسانوں کے لئے ٹینٹ، کرسیاں، ٹھنڈا پانی، پنکھے اور روشنی وغیرہ کا بندوبست کیا۔
- سبزی منڈیوں کی صفائی اور پینے کے پانی کا بندوبست کیا۔
- سستا بازار میں کسانوں کی اجناس کی ڈائریکٹ رسائی کی سہولت فراہم کی۔

لاہور: سبزی منڈی بادامی باغ میں سرکاری و غیر سرکاری دکانوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*3170: محترمہ فائزہ احمد ملک: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ لاہور کے کتنے ملازمین سبزی منڈی بادامی باغ میں کام کر رہے ہیں؟

(ب) سبزی منڈی میں کتنی دکانیں ہیں، کتنی سرکاری اور کتنی غیر سرکاری ہیں؟

(ج) حکومت ان سے ماہانہ کتنی رقم کس کس مد میں وصول کرتی ہے؟

(د) اس منڈی میں جو سبزی بیرون شہر سے آتی ہے وہ ٹرکوں یا بڑے بڑے مزدوں میں آتی ہے، وہ دکانداروں کو خرید نہیں کرنے دی جاتی بلکہ آڑھتی حضرات خود اونے پونے ٹرک خرید

لیتے ہیں اور پھر اپنی مرضی سے قیمت کا تعین کر کے مڈل مین کے بعد دکانداروں تک پہنچتی ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس طریق کار میں تبدیلی لانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (ڈاکٹر فرخ جاوید):

(الف) مارکیٹ کمیٹی لاہور کے 30 ملازمین سبزی منڈی بادامی باغ لاہور میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) سبزی منڈی میں 76 دکانیں ہیں یہ سب غیر سرکاری ہیں۔

(ج) مارکیٹ کمیٹی سبزی منڈی سے ماہانہ مبلغ پانچ لاکھ روپے بصورت مارکیٹ فیس وصول کرتی ہے۔

(د) منڈی میں سبزی بیرون شہروں سے ٹرکوں کے ذریعے سے آتی ہے۔اس کو آڑھتی حضرات خود نہیں خریدتے ہیں بلکہ وہ اپنی دکان /آڑھت پر آنے ولی سبزی و پھل کو بذریعہ نیلام عام فروخت کرتے ہیں۔ جس کو پھڑیا حضرات اور دیگر شہروں سے آئے ہوئے بیوپاری حضرات لاٹ (10 تا20 بوریاں) کی صورت میں خرید کر لیتے ہیں اور پھر ان کو دھڑیوں (پانچ کلو یا اس سے کم وزن) میں شہر کے پرچون دکانداروں کو فروخت کرتے ہیں۔

(ہ) جیسا کہ جز (د) میں وضاحت کی گئی ہے کہ اس کو آڑھتی حضرات خود نہیں خریدتے ہیں بلکہ وہ اپنی دکان /آڑھت پر آنے ولی سبزی و پھل کو بذریعہ نیلام عام فروخت کرتے ہیں جس کو پھڑیا حضرات اور دیگر شہروں سے آئے ہوئے بیوپاری حضرات لاٹ (10تا20 بوریاں) کی صورت میں خرید کر لیتے ہیں اور پھر ان کو دھڑیوں (پانچ کلو یا اس سے کم وزن) میں شہر کے پرچون دکانداروں کو فروخت کرتے ہیں۔

پھڑیا سسٹم کی وجہ سے قیمتوں میں اضافہ ضرور ہوتا ہے۔ لیکن پہلے کی نسبت اب اس میں کافی حد تک کمی واقع ہوئی ہے۔ پہلے پھڑیا حضرات اپنے من مانے نرخوں پر سبزی و پھل فروخت کرتے تھے اور مارکیٹ کمیٹی کی طرف سے جاری کردہ ریٹ لسٹ کو خاطر میں نہ لاتے تھے اب مارکیٹ کمیٹی اور ضلعی انتظامیہ کے بھرپور ایکشن کی وجہ سے ان کو ریٹ لسٹ (تھوک) کے مطابق سبزی و پھل فروخت کرنے کا پابند بنا دیا گیا ہے۔ جس سے مہنگائی میں

کافی حد تک کمی ہوئی ہے، مصنوعی مہنگائی کا خاتمہ ہو گیا ہے، قیمتوں میں استحکام پیدا ہوا ہے اور عوام نے مارکیٹ کمیٹی اور ضلعی انتظامیہ کے ان اقدامات کو کافی سراہا ہے۔

ممبران اسمبلی کی درخواست ہائے رخصت

جناب قائم مقام سپیکر: اب یہ رخصت کی درخواستیں ہیں تو میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

محترمہ کنیز اختر

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ معزز ممبران اسمبلی کی جانب سے رخصت کی درخواستوں میں سے پہلی درخواست محترمہ کنیز اختر ایم پی اے ڈبلیو۔335 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"مجھے مورخہ 13-08-19 کو ضروری کام کے سلسلہ میں فیصل آباد جانا ہے۔
استدعا ہے کہ متذکرہ یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد ثاقب خورشید

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب محمد ثاقب خورشید ایم پی اے پی پی۔236 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"بوجہ والدہ محترمہ کی death مورخہ 19۔اگست سے 2۔ستمبر 2013 تک
رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب جاوید اختر

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب جاوید اختر ایم پی اے پی پی۔242 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"حالیہ سیلاب میں میری یونین کونسلیں متاثر ہوئی ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب کے حکم پر میں مورخہ 15 سے 18 اور 30۔اگست 2013 کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ میری رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری محمد یوسف کسیلیہ

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست چودھری محمد یوسف کسیلیہ ایم پی اے پی پی۔232 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"میں ماہ اگست 2013 کی مندرجہ ذیل تواریخ 12,13,15,19,20,23,26 اور 29۔اگست 2013 کو اسمبلی حاضر نہ ہو سکا لہذا استدعا ہے کہ میری sick leave منظور کی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

میاں محمد رفیق

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست میاں محمد رفیق ایم پی اے پی پی۔90 کی طرف سے ہے۔انہوں نے تحریر کیا کہ:

"Sir it is submitted for your kind perusal that I am leaving for India on the invitation of Tri-national Forum Bangladesh, Bharat, Pakistan Peoples forum from 16 September to 30th September 2013. May kindly approve the leave."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد عمر جعفر

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب محمد عمر جعفر ایم پی اے پی پی-293 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"It is intimated that due to some unavoidable domestic problems, I cannot attend the Session for one week with effect from 29th Nov 2013."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب رمیش سنگھ اروڑا

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب رمیش سنگھ اروڑا ایم پی اے این ایم-368 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"This is to inform your good-self that due to some domestic problems, I will not be able to attend Assembly proceedings. In this regard one day leave for 29th 2013 may kindly be granted."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ مدیحہ خان

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ مدیحہ خان ایم پی اے ڈبلیو-346 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"I have been suffering from an acute attack of throat infection from last four or five days. I have been advised complete bed rest for three days by E.N.T specialist. I therefore request you to kindly grant me Medical Leave for three days with effect from 3rd to 6th Dec 2013."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ سلطانہ شاہین

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ سلطانہ شاہین ایم پی اے ڈبلیو۔313 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"ناسازی طبیعت کی وجہ سے میں مورخہ 2013-12-04 کو اجلاس attend نہیں کر سکی۔ مہربانی فرما کر چھٹی منظور فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

جناب باؤ اختر علی

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست جناب باؤ اختر علی ایم پی اے پی پی۔144 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"میں نجی امور کی انجام دہی کے سلسلے میں مورخہ 13-12-09 تا اختتام اجلاس attend نہیں کر سکا۔ رخصت عنائت فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ فوزیہ ایوب قریشی

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ فوزیہ ایوب قریشی ایم پی اے ڈبلیو۔343 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"میں بوجہ ناسازی طبیعت مورخہ 2013-12-04 کے اجلاس میں شرکت نہیں کر سکی۔ براہ مہربانی ایک یوم کی رخصت عطا کی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

رانا طاہر شبیر

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست رانا طاہر شبیر ایم پی اے پی پی۔203 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"حلقہ میں ضروری کام کی وجہ سے مجھے 13-12-06 کی رخصت عنائت فرمائی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ سلطانہ شاہین

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ سلطانہ شاہین ایم پی اے ڈبلیو۔313 کی جانب سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"With due respect I beg to say that I am down with sodalities con not keep stable are walk. Kindly allow me leave for one week from 6 to 15th Dec 2013."

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ حسینہ بیگم

سیکرٹری اسمبلی: یہ درخواست محترمہ حسینہ بیگم ایم پی اے ڈبلیو۔327 کی طرف سے ہے۔ انہوں نے تحریر کیا ہے کہ:

"گزارش ہے کہ مورخہ 13-12-03 کی رات کو اچانک میری نواسی قضائے الہیٰ سے انتقال کر گئی جس کی وجہ سے مجھے بہاولپور جانا پڑا۔ مورخہ 13-12-04 کی رخصت عنائت فرمائی جائے۔" شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق لیتے ہیں۔ پہلی تحریک استحقاق جناب امجد علی جاوید صاحب کی ہے جو کہ پڑھی جا چکی ہے اور pending کی گئی تھی۔ امجد صاحب! آپ نے لاء منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر معاملات پر discuss کرنی تھی؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! کل میں نے دو بار کوشش کی تھی لیکن لاء منسٹر صاحب نے مجھے وقت نہیں دیا اور آج وہ غالباً آئے نہیں ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: امجد صاحب! لاء منسٹر صاحب! آ جاتے ہیں تو ان سے اس کا جواب لے لیتے ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق پیر خضر حیات شاہ کھگہ صاحب کی ہے جو کہ move ہو چکی تھی۔

پیر خضر حیات شاہ کھگہ: جناب سپیکر! تحریک استحقاق تو پڑھی جا چکی ہے لیکن اس کا جواب آنا تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: چونکہ لاء منسٹر صاحب کسی میٹنگ میں ہیں اس لئے ان تحاریک استحقاق کو pending کر دیتے ہیں۔ تھوڑی دیر تک وہ آ جاتے ہیں تو ان سے جواب لے لیتے ہیں۔

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب آصف محمود: جناب سپیکر! چار پانچ ماہ پہلے میں نے تحریک استحقاق پیش کی تھی اور اس سلسلے میں سیکرٹری اسمبلی سے بھی ملاقات کی تھی اور آپ سے بھی چیمبر میں مل کر request کی تھی کہ اسے take up کر لیا جائے لیکن وہ بالکل ہی کہیں غائب ہو گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ آج ہی میرے پاس آ جائیں تو اسے دیکھ لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! چولستان کے حوالے سے ہمارے ممبران کی طرف سے ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی گئی ہے چونکہ تھر کا واقعہ بھی آپ کے سامنے ہے جبکہ چولستان کے بارے میں بھی آج بڑی تفصیل کے ساتھ بعض اخبارات میں آیا کہ وہاں پر جانور بڑی تیزی کے ساتھ مر رہے ہیں اور ان کی باقیات وہاں پر بکھری پڑی ہیں، ٹوبے خشک ہو چکے ہیں اور کنوؤں میں بھی پانی نہیں ہے۔ یہ تحریک التوائے کار انتہائی اہم ہے تو میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اسے آؤٹ آف ٹرن لے کر اس پر بحث کی اجازت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! چونکہ میرے پاس ابھی آئی نہیں ہے اس لئے میں اسے دیکھ لیتا ہوں اور کل انشاءاللہ take up کر لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ، جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس پورے ایوان کی توجہ چاہتا ہوں کہ اخبارات میں ایم پی ایز کے بارے میں جو کالم لکھے جا رہے ہیں اور آج کا کالم بہت ہی توجہ کا حامل ہے جو کہ ڈاکٹر صفدر محمود کا لکھا ہوا ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین نے کالم کی ایک کاپی جناب قائم مقام سپیکر کو بھجوائی)

ڈاکٹر صفدر محمود نے لکھا ہے کہ پنجاب کے ایم پی ایز کی وجہ سے ان کے اضلاع میں جرائم ہو رہے ہیں۔ آپ جب یہ ساری تحریر پڑھیں گے، میں پورے ایوان کی طرف سے یہ ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ ہم لوگ جتنے بے بس ہیں، اس میں لکھا گیا ہے کہ ہمارے کہنے سے نوکریاں، ہمارے کہنے سے ڈی پی او لگتا ہے، ہمارے کہنے پر سارے جرائم ہوتے ہیں اور ہم تمام برائیوں کی جڑ ہیں۔ اصل میں اس طرح کے معاملات کے حوالے سے اخبارات میں ایم پی ایز کے خلاف کالم لکھے جاتے ہیں تو آپ اس ایوان کے custodian ہیں اور آپ اسے پڑھ لیں۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ صرف دو تین فقرے سن لیں کہ یہ کیا language ہے؟ ایم پی ایز اس کا جواب اس لئے نہیں دے سکتے کہ ہمارے پاس پریس نہیں ہے۔ اس میں یہ لکھا جاتا ہے کہ ہم پولیس کو رشوت دلواتے ہیں، ہم قبضے کرواتے ہیں، اس ایوان میں ایسے لوگ ہیں جو ذاتی طور پر کروڑوں روپے ٹیکس دیتے ہیں، میں individually ذمہ داری کے ساتھ بات کر رہا ہوں corporate tax کی بات نہیں کر رہا۔ کسی کالم نویس نے یہ نہیں لکھا کہ اس ایوان میں ایسے

لوگ بیٹھے ہیں جو اتنے بڑے ٹیکس گزار ہیں اور رزق حلال کماتے ہیں۔ خدا کی قسم 18/18 گھنٹے کام کر کے کماتے ہیں۔ یہ لوگ یہ چیزیں لکھتے ہیں اور ایم پی ایز اس کا کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ان صاحب کو بلائیں کہ وہ ثابت کریں کہ ہمارا کوئی ایم پی اے نوکریاں دے رہا ہے اور کوئی حکومتی ممبر نوکریاں دے سکتا ہے؟ شہباز شریف صاحب کے بعد اُن کے میرٹ کا مذاق اُڑایا گیا کیوں؟ آپ اس ایوان کے custodian ہیں اس کو بنیاد بنالیں۔ اس سے پہلے ایک اسمبلی میں، میں نے سپیکر صاحب کی توجہ دلائی تھی ایک اور کالم نویس عطاالحق قاسمی صاحب ہیں انہوں نے بھی تین مہینے پہلے ہماری اس اسمبلی کے بارے میں بڑی خطرناک باتیں لکھی تھیں وہ کالم بھی میرے پاس ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر شیخ علاؤالدین نے کالم کی ایک کاپی جناب قائم مقام سپیکر کو بھجوائی گئی)

جناب سپیکر! اس کے اندر کچھ ایسی باتیں لکھی ہیں جو میں اس اسمبلی کے اندر خود بیان نہیں کر سکتا ان دونوں صاحبان کو بلا کر صرف یہ پوچھا جائے یا پھر مجھے یہ بتایا جائے کہ اگر میں ان کے بارے میں یہ عرض کروں کہ انہوں نے زندگی میں کیا کیا ہے ان کے پاس جو اتنا کچھ آگیا ہے؟ ان کے پاس کیا کچھ نہیں ہے اور ان کے پاس اتنا کچھ ہے یہ کہاں سے آگیا؟ صرف یہ پریس میں لوگوں کو blackmail کرنے سے، سارا دن جم خانہ میں بیٹھنے اور شام کو جا کر ہمارے خلاف کالم لکھنے سے، بہت سارے کالم نویس اچھے بھی ہیں یہ نہیں کہ سارے ایسے ہی ہیں لیکن آپ اس ایوان کے Custodian ہیں میں چاہتا ہوں کہ ان دونوں کو بلائیں اور آپ ایک کمیٹی بنائیں بیشک آپ مجھے اُس میں نہ بٹھائیں اور میں صرف مواد دوں گا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس ایوان کی عزت اور وقار میں اضافہ ہو۔ اس قسم کے کالم لکھ کر عوام میں یہ کہنا کہ ہم جرائم کی جڑ ہیں، ہم برائی کی جڑ ہیں اور ہم ہر طرح کے ناجائز کاموں میں ملوث ہیں تو یہ بڑی زیادتی ہے۔ میں اس پر بھرپور احتجاج کرتا ہوں اور میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ صرف test case کے طور پر ان دونوں کو بلائیں اگر میں پندرہ منٹ میں ان کو صاف نہ کر دوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! آپ اس پر تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار لے کر آئیں جو اس کا طریق کار ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس پر تحریک التوائے کار نہیں بنتی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس پر تحریک استحقاق لے کر آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ پورے ایوان کا مسئلہ ہے صرف میرا مسئلہ نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے ایوان کی عزت سب سے زیادہ عزیز ہے آپ اس پر تحریک استحقاق لے آئیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!آپ میری بات سنیں ،آپ صرف ان دونوں صاحبان کو بلائیں اور آپ خود بھی بیٹھیں۔ میں پندرہ منٹ میں ثابت کر دوں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!آپ اس پر تحریک استحقاق لے کر آئیں میں اس کو take up کرتا ہوں اور next session میں ہم اس کو لے لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!میں لے آتا ہوں لیکن آپ اس پر پوری توجہ دیں اور اس پر انصاف کرنا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!ہم اس پر پورا ایکشن لیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر!بغیر کسی پارٹی کے چاہے پی پی پی ہو، چاہے تحریک انصاف ہو اور چاہے مسلم لیگ(ن) ہو۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے اس ایوان کی عزت عزیز ہے اس کے علاوہ مجھے کوئی عزیز نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب!مجھے بھی آپ سے زیادہ اس ایوان کی عزت عزیز ہے آپ اس پر تحریک استحقاق لے کر آئیں میں اس کو take up کرتا ہوں۔

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد وارث کلو: جناب سپیکر!شکریہ۔آپ نے مہربانی کی ہے اور آپ نے یہ فرمایا ہے کہ تحریک استحقاق لے کر آئیں۔ظاہر ہے آپ اس کو take up کریں گے لیکن اب نوٹس کرنا بہت ضروری ہو گیا ہے کہ چاہے electronic media ہو یا print media ہو ایک fashion بن چکا ہے اور politician کو TV پر بیٹھ کر رگید نا ہوتا ہے اور آپ کے پاس یہ proof documentary ہے۔آپ ان کو بلائیں تاکہ وہ ثابت کریں اگر وہ ثابت نہیں کر سکتے تو پھر آپ action لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر میں بالکل دیکھ رہا ہوں کہ electronic media اور print media میں بہت سارے اچھے کالم نویس بھی ہیں۔ وہ اب اس پر تحریک استحقاق لے کر آرہے ہیں، اب اس پر مزید بحث نہیں کرتے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! آپ کا حکم بجا لانا تو ہمارا فرض منصبی ہے لیکن میری چھوٹی سی درخواست ہے کہ آپ صرف میری یہ استدعا سن لیں کہ یہ ایوان اپنے rules خود بناتا ہے یہ ایوان privileges کے اپنے استحقاق کا خود custodian ہے۔ آپ کی وساطت سے شیخ صاحب نے جو move کیا ہے انہوں نے آپ کو ایک evidence دیا ہے کہ ایک vague hypothetical based on surmises ایک اپنے انداز سے قیافہ لگا کر پوری اسمبلی کی عزت کو پامال کرنے کا کوئی شخص فریضہ ادا کرنا چاہتا ہے تو ایوان سے میری گزارش ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تحریک استحقاق لے کر آئیں ہم نوٹس لیں گے اور اس کو اسی session میں take up کریں گے۔

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! میں کہنا چاہ رہا ہوں کہ آپ sense of the house لے لیں کہ privilege move کرنے کی ضرورت ہے یا یہ سارا ایوان ابھی ووٹ کرتا ہے کہ Privilege Committee کو move کر دیں۔ آپ sense of the house لے لیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب قائم مقام سپیکر: جناب احمد خان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں نے کہہ دیا ہے اس کو اسی session میں take up کرتے ہیں۔ مجھے بھی ایوان کی عزت سب سے زیادہ عزیز ہے تو آپ اس پر تحریک استحقاق لائیں ہم اس کو take up کرتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں اس پر مزید بحث نہیں کرتے۔ اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 14/213 شیخ علاؤالدین اور محترمہ نگہت شیخ صاحبہ کی طرف سے ہے۔ شیخ صاحب!۔۔۔ محترمہ نگہت شیخ صاحب! موجود نہیں ہیں پھر آپ پڑھ دیں۔

آزاد کشمیر کے میڈیکل سٹوڈنٹس کے لئے پنجاب میں مسلسل میڈیکل کی نشستیں بڑھانے سے پنجاب کے میڈیکل سٹوڈنٹس کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کاروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب میں میڈیکل سٹوڈنٹس کے لئے نشستوں کی کمی کے باوجود مزید نشستیں دے دی گئی ہیں۔ پنجاب کے میڈیکل کالجوں سے آزاد جموں کشمیر کے طلباء کے لئے اس سال بھی مزید 10 نشستیں دے دی گئی ہیں۔ پچھلے سال آزاد جموں کشمیر کے طلباء کے لئے 26 نشستیں مخصوص تھیں جو کہ پنجاب کے سات میڈیکل کالجوں میں اس طرح سے بڑھائی گئی ہیں کہ نشتر میڈیکل کالج 3، فاطمہ جناح میڈیکل کالج 10، سروس میڈیکل کالج 2، پنجاب میڈیکل کالج 3، راولپنڈی میڈیکل کالج 3، قائداعظم میڈیکل کالج بہاولپور 3، شیخ زید میڈیکل کالج رحیم یار خان 2، اس کے علاوہ 10 مزید نشستیں جو کہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی اور علامہ اقبال میڈیکل کالج میں ہوں گی مخصوص کی گئی ہیں۔ 3089 اوپن میرٹ سیٹیں جو کہ پنجاب کے 17 سرکاری میڈیکل کالجوں میں سے ہیں یہ حصہ مسلسل بڑھایا جا رہا ہے۔ حیران کن امر یہ ہے کہ ہر سال آزاد جموں کشمیر گورنمنٹ پنجاب سے 10 میڈیکل سیٹوں کا مسلسل اضافہ مانگ رہی ہے جو کہ پنجاب میں اپنے طلباء کے حق کو نظر انداز کرتے ہوئے آزاد جموں کشمیر کو دے رہا ہے جبکہ آزاد جموں کشمیر میں ان کے اپنے 4 میڈیکل کالج بھی اچھا کام کر رہے ہیں۔ پنجاب کی میڈیکل میرٹ سیٹوں میں مسلسل اضافہ ہونا چاہئے اور ایک بھی نشست جو پنجاب کے کسی بھی میڈیکل student کے حق کو نظر انداز کر کے دی جائے قطعاً درست نہ ہے جس کی وجہ سے میڈیکل کے طلباء میں بے چینی پائی جاتی ہے جس کا فوری سدباب از بس ضروری ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، گوندل صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض یہ ہے کہ پنجاب کے تحت تمام سرکاری میڈیکل، ڈینٹل کالجوں میں داخلے حکومت پنجاب کی وضع کردہ "ایڈمیشن پالیسی" کے مطابق کئے جاتے ہیں۔ یہ "ایڈمیشن پالیسی" ایڈمیشن بورڈ، یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز سے منظور شدہ ہوتی ہے جو کہ صوبہ میں ڈاکٹروں کی

ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بنائی جاتی ہے۔ یہ پالیسی ہر سال وضع کی جاتی ہے جس کی حتمی منظوری جناب وزیراعلیٰ پنجاب دیتے ہیں۔ پنجاب کے سرکاری میڈیکل کالجوں میں سیٹوں کی تقسیم انتہائی احتیاط سے طبی ضروریات کے مطابق کی جاتی ہے۔ جناب وزیراعلیٰ پنجاب نے آزاد کشمیر کے قابل و محنتی طلباء کے لئے وزیراعظم آزاد کشمیر کی خصوصی درخواست پر تعلیمی سیشن 14-2013 کے لئے 10 سیٹوں کی منظوری دی ہے لیکن ان اضافی سیٹوں سے پنجاب ڈومیسائل کے طلباء کی سیٹوں میں کوئی کمی نہ کی گئی ہے۔

اس ضمن میں مزید عرض ہے کہ صوبہ بھر کے سرکاری میڈیکل، ڈینٹل کالجوں میں سیٹوں میں اضافے کے بارے میں ایڈمیشن بورڈ کی مشاورت سے PMDC سے رابطہ کیا جا رہا ہے کیونکہ حکومت پنجاب PMDC کی منظوری کے بغیر سیٹوں میں اضافہ کرنے کی مجاز نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ بہت اہم مسئلہ ہے اس کا جواب انہوں نے نہیں دیا۔ میری گزارش صرف یہ ہے اور مجھے آپ کی توجہ کی بھی ضرورت ہے کہ کیا پنجاب کے کسی طالب علم کا حق کاٹ کر آزاد کشمیر کو دیا جا سکتا ہے جبکہ ان کے چار میڈیکل کالج بھی ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے آپ سے بارہا مرتبہ عرض کیا ہے کہ یہ جواب concert Ministers کو دینے چاہئیں۔ یہ تو کوئی بات نہیں ہے اور اس کو آپ بھی پسند نہیں کریں گے۔ یہ ایوان کوئی پوسٹ آفس ہے اور نہ ہی یہ قلمی دوستی کا ایوان ہے۔ میں نے ایک چیز پیش کی یا کوئی بھی معزز ممبر یہاں بات کرتا ہے تو وہ اس ایوان کا حصہ ہے اور اس ایوان کی امانت ہے۔ آپ اس پر آج voting کرا لیں، کوئی بات نہیں ریکارڈ میں یہی آئے گا کہ میں نے voting کا کہا اور ہار گیا لیکن ریکارڈ اور تاریخ میں یہ بات آنی چاہئے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ sincere رویّہ اختیار کریں۔ متعلقہ محکمے کا منسٹر اس کا جواب دے اور میں نے یہ بات بارہا مرتبہ کی ہے۔ یہاں پر ڈاکٹر فرزانہ بیٹھی ہیں، میں نے آپ کو بتایا اور سپیکر صاحب کو بھی بتایا کہ خدا کے لئے review file کر دیں۔ اوپن میرٹ کا مسئلہ بنا ہوا ہے اور میڈیکل میں لڑکیاں کام نہیں کرتی ہیں۔ یہ کتنا بڑا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر! کوئی بھی تحریک التوائے کار ہو یہ کوئی جواز نہیں ہے کہ اس کا جواب کوئی آدمی بھی پڑھ کر دے دے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ شیخ صاحب! وہ کوئی آدمی نہیں ہیں بلکہ وہ معزز ممبر ہیں اور ایسا نہ کریں۔ اس کا جواب detail میں آ گیا ہے۔ باقی میری ruling pending ہے میں کل اس پر بات کروں گا۔ اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس پر voting کرا لیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں میں ان سے بات کر رہا ہوں۔ شیخ صاحب! وہ معزز ایم پی اے ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری ہیں آپ ان کے بارے میں کیسی بات کر رہے ہیں؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ کے نہیں ہیں۔ سٹاف کو میرا مائیک بند کرنے کا کوئی اختیار نہیں ہے اگر آپ کہیں گے تو یہ میرا مائیک بند کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میری اس پر ruling pending ہے۔ میں کل اس پر ruling دوں گا۔

شیخ علاؤالدین: نہیں،۔ آپ اس پر voting کرا لیں، کوئی بات نہیں اگر میں ہار جاؤں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کو کل اس پر ruling دوں گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 214/14 ڈاکٹر نوشین حامد کی ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی تھی کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب آ گیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب پڑھیں۔

حکومتی عدم توجہ کے باعث تجارتی مرکز انار کلی لاہور کے مسائل میں اضافہ

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس ضمن میں جن مسائل کا ذکر کیا گیا ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور متعلقہ ٹی ایم اے کے ذریعے عارضی تجاوزات کے خلاف آپریشن کلین اپ کرتی رہی ہے تاہم عارضی کھوکھے اور ریڑھیاں کاروباری لوگوں کی طرف سے اکثر لگا دی جاتی ہیں۔ مزید برآں انار کلی بازار میں پنجاب یونیورسٹی کی

دیوار کے ساتھ عارضی قائم کئے گئے کھوکھے ٹی ایم اے داتا گنج بخش کی طرف سے ناجائز تجاوزات کے خلاف آپریشن کے تحت ختم کر دیئے گئے ہیں۔ تاہم سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کی طرف سے سکیورٹی اور دہشتگردی کے مسئلے پر وقتاً فوقتاً متعلقہ پولیس سٹیشن میں رپورٹ کر دی جاتی ہے اور اس کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آ گیا ہے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 216/14 ڈاکٹر مراد راس کی ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

محکمہ سکولز ایجوکیشن کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے آٹھویں کلاس کے طلباء و طالبات نئے سلیبس سے محروم

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! اس ضمن میں عرض ہے کہ کوئی پبلشر محکمہ سکول ایجوکیشن کا من پسند نہ ہے۔ Punjab Curriculum Authority نے جن کتابوں کے مسودے کو NOC جاری کئے تھے ان میں سے ہر مضمون کی بہترین کتاب کی سلیکشن کے لئے علیحدہ علیحدہ کمیٹیاں تشکیل دی گئی تھیں جن میں معروف ماہرین تعلیم اور اساتذہ شامل تھے۔ ان کمیٹیوں نے کبھی بھی کتاب کی سلیکشن نہیں کی بلکہ ان کتابوں کی نہایت باریک بینی سے جائزہ لے کر یہ سفارش کی کہ ان کتابوں میں اغلاط وغیرہ کی بھرمار ہے۔ یہ کتب اپنی موجودہ حالت میں اس قابل نہ ہیں کہ طلباء کو فراہم کی جا سکیں۔ یہ حقائق وزیراعلیٰ پنجاب کے علم میں لائے گئے جس پر انہوں نے پنجاب کے طلباء کا تعلیمی نقصان روکنے کے لئے پرانی کتب کو ہی ایک اور سال کے لئے شائع کرنے کا فیصلہ کیا۔ مزید یہ کہ اتنی بھاری تعداد میں غیر معیاری اور اغلاط سے بھرپور کتب کو NOC جاری کرنے پر وزیراعلیٰ پنجاب نے ایک انکوائری کمیٹی تشکیل دے دی ہے جو اپنی سفارشات جلد ہی پیش کر دے گی۔ Punjab Curriculum Authority کے پاس افسران کی جانب سے ان غیر معیاری کتب کو NOC جاری کرنے، اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرنے اور لاکھوں روپے غیر قانونی طور پر وصول کرنے پر ذمہ داران کے خلاف انکوائری بھی کی جا رہی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آ گیا ہے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! مجھے اس پر کچھ بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ ڈاکٹر صاحب!اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔ پلیز، آپ تشریف رکھیں۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر219/14سردار وقاص حسن موکل کی ہے۔

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!میں آپ سے یہrequestکر رہاہوں کہ اس پر متعلقہ منسٹر صاحب بات کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر:میں کل اس پرrulingدے دوں گا۔میں نے شیخ صاحب سے بھی بات کی ہے کہ میری کل اس پر ruling pending ہے وہ میں کل دے دوں گا۔ کل تک آپ wait کریں۔ تحریک التوائے کار نمبر219/14سردار وقاص حسن موکل کی ہے۔

شوگر ملز مالکان کی جانب سے کرشنگ سیزن لیٹ کرنے سے کسانوں کو پریشانی کا سامنا

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر!ضلع قصور میں تین شوگر ملیں واقع ہیں جنہوں نے گنے کے کاشتکاروں کی ادائیگی 28-02-2014 کی رپورٹ کے مطابق مجموعی طور پر88.20فیصد کر دی ہے۔بل وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔جہاں تک crushing season late ہونے کا تعلق ہے تو Punjab Sugar Factories Control Act 1950 کی شق نمبر8 کے تحت تمام شوگر ملیں 30۔ نومبر تک crushing شروع کرنے کی پابند ہیں۔ اس کی بھی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ضلع قصور کی "برادر شوگر مل" نے 25-11-13، "مکہ شوگر مل" نے 20-11-13 اور "پتوکی شوگر مل" نے 25-11-13 کو قانون کے مطابقcrushingشروع کر دی تھی۔ پنجاب کی شوگر ملوں نے مورخہ 01-03-2014تک24لاکھ 89ہزار45میٹرٹن گنا سابقا سال سے زیادہcrushکیااور2 لاکھ3ہزار844میٹرک ٹن چینی زیادہ تیار ہوئی۔ پنجاب کی تمام شوگر ملوں کو گورنمنٹ کے مقررہ کردہ نرخ مبلغ 170 روپے چالیس کلو گرام پر کاشتکاروں سے گنا خرید کرنے کا پابند کیا گیا اور گنے کے کاشت کا اضلاع میں کسانوں کے مفادات کے تحفظ کے لئے شوگر ملوں کی جانب سے گنے کی خریداری کے عمل میں بہتر نگرانی و جائزہ کے لئے متعلقہ ڈی سی او کی سربراہی میں District Sugarcane Purchase Monitoring and

Examining Committees قائم کی گئیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جو کہ گنے کی خریداری کے دوران وزن اور تول کے پیمانے اور کنڈے درست رکھنے کو یقینی بناتی ہے۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ اس کو test case بنالیں۔ انہوں نے کہہ دیا کہ payment کر رہے ہیں اگر وہ payment کر رہے ہیں تو میں resign کر دوں گا یا یہ resign کر دیں۔ پلیز، اس کو test case بنالیں میں دس منٹ میں ثابت کر دیتا ہوں کہ یہ کسانوں کو payment نہیں کر رہے ہیں۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! کم از کم چھ مہینوں کے چیک میرے پاس ہیں ان کو بطور ثبوت دکھا سکتا ہوں۔ گوندل صاحب!

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب! آپ اس جواب کو دوبارہ verify کروائیں۔ میں اس کو pending کرتا ہوں، آپ نے اسی session کے دوران ہی جواب دینا ہے۔

وزیر سماجی بہبود و بیت المال (سید ہارون احمد سلطان بخاری): جناب سپیکر! میں اس پر یہ گزارش کروں گا کہ آپ اس کی ایک کمیٹی بنالیں اور ان کو بھی ساتھ بٹھالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ صاحب! میں اس کو pending کر رہا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! اگر اس کا amended جواب آیا تو پھر آپ اس پر ایکشن لیں گے؟

جناب قائم مقام سپیکر: میں بالکل ایکشن لوں گا۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میری ایک بات سن لیں۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! میں نے اس کو pending کر دیا ہے۔ جواب آنے کے باوجود بھی میں نے اس کو pending کیا ہے۔ اس کا جواب میں خود دیکھوں گا۔ اگر انہوں نے کوئی دوبارہ غلط جواب دیا تو اس کے خلاف ایکشن بھی ہوگا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! آپ نے اس کی کمیٹی بھی بنانی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جواب آنے کے بعد دیکھتے ہیں اگر کمیٹی بنانے کی ضرورت پڑی تو وہ بھی بنائیں گے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 220/14 شیخ اعجاز احمد صاحب کی یہ پڑھی جاچکی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: شیخ اعجاز احمد صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر220/14 کوnext weekتک کے لئےpendingکیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر221/14 محترمہ حنا پرویز بٹ کی ہے۔ یہ ابھی پڑھنی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین):جناب سپیکر! پنجاب بھر میں نجی تعلیمی اداروں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے لیکن یہ کہنا درست نہ ہے کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: گوندل صاحب!ایک منٹ، ابھی یہ تحریک محترمہ نے پڑھنی ہے۔ ماشاء اللہ آپ کا ڈیپارٹمنٹ توکافیactiveہو گیا ہے۔

شیخ علاؤالدین:جناب سپیکر! یہ رٹّا لگا کر آتے ہیں اور جواب دے دیتے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ شیخ صاحب! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ کو توappreciateکرنا چاہئے کہ جواب وقت پر آرہے ہیں۔ جی، محترمہ!

سرکاری تعلیمی اداروں کی لاپرواہی کی بناء پر پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی من مانیاں

محترمہ حنا پرویز بٹ:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب کے تمام شہروں میں پرائیویٹ سکولوں /کالجوں کا ایک جال بچھا ہوا ہے اور سرکاری تعلیمی اداروں کی لاپرواہی کی وجہ سے ان پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں دن بدن رش بڑھتا جارہا ہے لیکن ان پر حکومت کا کوئیcheck and balanceنہیں ہے جس وجہ سے وہ من مانیاں کرتے ہیں، اپنی مرضی سے فیسیں مقرر کرتے ہیں اور پھر آئے روز ان میں بے پناہ اضافہ کرتے رہتے ہیں لیکن والدین ان کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ ان پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں سے تقریباً98فیصد ایسے ہیں جو چھوٹی چھوٹی عمارتوں میں بنے ہوئے ہیں وہاں سانس لینا بھی مشکل ہوتا ہے لیکن انہوں نے وہاں سکول اور کالج قائم کئے ہوئے ہیں۔ سکولوں اور کالجوں کے لئے جو عمارت، لیبارٹریز، لائبریریز، کھیل کے گراؤنڈ لازمی ہوتے ہیں۔ ان کا ان اداروں میں نام و نشان تک نہیں ہے۔ یہ ادارے والدین سے سردیوں میں ہیٹرز کے لئےovercharge کرتے ہیں لیکن ہیٹر استعمال نہیں کرتے، گرمیوں میں ائرکولرز کے لئے فیس سے اضافی پیسے وصول کرتے ہیں لیکن ائرکولر تو کجا وہ تو پنکھے تک نہیں چلاتے۔ جو سٹاف رکھتے ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ اتناqualifiedنہیں جتنی آج کے دور میں ضرورت ہے پھر وہ ٹیچرز کو معمولی تنخواہیں

دیتے ہیں اور گرمیوں کی چھٹیوں میں انہیں فارغ کر دیتے ہیں تاکہ ان کو تنخواہیں نہ دینی پڑیں حالانکہ والدین سے وہ گرمیوں کی چھٹیوں کی فیسیں بھی ایڈوانس لے لیتے ہیں جو بچوں کے والدین کو دینا بہت مشکل ہوتا ہے۔ان تعلیمی اداروں کے مالکان ایک طرف تو والدین پر مالی بوجھ ڈالتے ہیں اور بچوں کے مستقبل سے کھیل رہے ہیں پھر جو سٹاف تعینات کرتے ہیں ان کا بھی معاشی قتل کر رہے ہیں۔ان کا مطمع نظر صرف اور صرف دولت کمانا ہے اور وہ اس طریقے سے دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں لیکن ان کو کوئی چیک کرنے والا نہیں کوئی پوچھنے والا نہیں،ان کے لئے کوئی criteria مقرر نہیں کیا گیا جس وجہ سے بچوں کی پڑھائی کے ساتھ ان کی نشوونما بھی ختم ہو گئی ہے اور بے مقصد تعلیم دی جارہی ہے۔ان تعلیمی اداروں کے مالکان کے ان مظالم، ناانصافیوں اور پھر حکومت کی طرف سے جو انہیں لوٹنے کی کھلی چھٹی دی گئی ہے اس پر پنجاب بھر کے والدین اور بچوں میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری موصوف! فرمائیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! شکریہ۔ پنجاب بھر میں نجی تعلیمی اداروں کی تعداد روز بروز بڑھ رہی ہے لیکن یہ کہنا درست نہ ہے کہ نجی تعلیمی اداروں پر حکومت کا کوئی چیک اینڈ بیلنس نہ ہے۔ نجی تعلیمی ادارے Punjab Education Institutions Promotion and Regulation Rules 1984 کے تحت رجسٹرڈ کئے جاتے ہیں۔ رجسٹریشن کرواتے وقت سربراہ ادارہ سکول میں موجود تمام معلومات بلڈنگ، کمروں کی تعداد، فیسوں کے ریٹ اور سکول میں موجود دیگر سہولیات کے بارے میں مجاز اتھارٹی کو آگاہ کرتا ہے سکول میں بچوں کی تعداد کے مطابق مناسب کمروں کی تعداد فرنیچرز، واش روم، پینے کے لئے صاف پانی اور پنکھے وغیرہ، ہائی سکول ہونے کی صورت میں کمپیوٹر لیب، لائبریری اور سائنس لیب کا ہونا ضروری ہے۔ Punjab Education Institutions Promotion and Regulation Rules 1984 کے تحت نجی تعلیمی اداروں کی انتظامیہ پر یہ شرط عائد ہے کہ وہ فیسوں کو مناسب حد تک رکھیں۔ اگر کوئی نجی تعلیمی ادارہ نہیں کرتا تو شکایت وصول ہونے کی صورت میں اس مذکورہ نجی تعلیمی ادارے کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔ تاہم جدید حالات کے عین مطابق اور جدید تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے Punjab Private Education Commission Bill

2013 پرائیویٹ سکولوں کو بہتر انداز میں regulate کرنے کے لئے تیار کر لئے گئے ہیں جو کہ جلد ہی قانون سازی کے لئے پنجاب اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی،اس کا detail سے جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔اگلی تحریک التوائے کار نمبر 223/14 بھی محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی طرف سے ہے۔

فوڈ اتھارٹی اور دیگر حکومتی اداروں کے عملہ کی ملی بھگت سے اشیائے خورد و نوش میں روز بروز اضافہ

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" مورخہ 14۔فروری 2014 کی اشاعت میں ہے کہ "اشیائے خورد و نوش میں ملاوٹ، درجنوں فیکٹریاں موذی امراض پھیلانے لگیں، فوڈ اتھارٹی جرمانے وصول کرنے تک محدود"۔ تفصیل یوں ہے کہ صوبائی دارالحکومت سمیت پنجاب بھر میں اشیائے خوردونوش میں ملاوٹ پر قابو پانے کے لئے بنائی گئی فوڈ اتھارٹی ملاوٹ مافیا کو پکڑنے اور کیفر کردار تک پہنچانے کی بجائے دکانداروں سے جرمانے وصول کرنے تک محدود ہو گئی۔ خوردنی تیل، دودھ، مشروبات، چائے، مرچیں، ہلدی اور دیگر مصالحہ جات سمیت کھانے پینے کی ہر شے میں ملاوٹ کی جا رہی ہے مگر کارروائی نہیں ہو رہی۔ مضر صحت خوردنی تیل چائے کی پتی، سرخ مرچ، ہلدی، مصالحہ جات کے استعمال سے شہری کینسر میں مبتلا ہونے لگے۔ کھلے خوردنی تیل کی فروخت پر پابندی لگائی گئی تھی مگر ملی بھگت سے شہر میں سرعام شیشے کی بڑی بڑی بوتلوں میں مضر صحت خوردنی تیل فروخت ہو رہا ہے۔ یہ تیل کھانے میں استعمال ہونے کی بجائے صابن بنانے کے لئے پاکستان میں درآمد کیا جاتا ہے۔ دکانوں پر بکنے والی کھلی چائے میں ملاوٹ ہوتی ہے۔اب مشہور برانڈ کے دو نمبر ڈبے بنا کر ان میں مضر صحت چائے بھر کر بین الاقوامی برانڈ کی چائے کے نام پر بیچی جا رہی ہے۔ جس میں چاول اور چنے کے چھلکے کو کیمیکل رنگ دے کر چائے کا روپ دیا جاتا ہے جو کینسر اور پیٹ کے دیگر امراض پھیلانے کا باعث بن رہا ہے۔ مرچوں میں پرانی گلی سڑی مرچیں، چاول کا برادہ رنگ کر کے استعمال کیا جاتا ہے۔ ہلدی میں آٹا اور میدہ پیلا رنگ کر کے استعمال کیا جا رہا ہے۔ علیٰ ہذا القیاس کھانے پینے کی تمام چیزوں میں دیدہ دلیری سے ملاوٹ کر کے انسانی جانوں سے کھیلا جا رہا ہے لیکن حکومتی ادارے جنہوں نے ان کو کیفر کردار تک پہنچانا تھا وہ یا تو ان کے ساتھ مک مکا کر

لیتے ہیں یا پھر معمولی جرمانے کر کے انہیں چھوڑ دیتے ہیں۔ اس سے پنجاب بھر کے عوام میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری موصوف!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! پنجاب فوڈ اتھارٹی ضلع لاہور میں مورخہ 20۔ جولائی 2012 ایکٹ 2011 کے تحت معرض وجود میں آئی تاکہ لوگوں کے لئے صاف اور ستھری خوراک کو یقینی بنایا جاسکے۔ ضلع لاہور کے 9 ٹاؤنز میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی ٹیمیں اس سلسلے میں اپنا کردار مستعدی سے ادا کر رہی ہیں۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے اشیائے خورد ونوش میں ملاوٹ کرنے والوں کے خلاف سخت اقدامات اٹھائے گئے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے دودھ کے معیار کو یقینی بنانے کے لئے ضلع لاہور کے داخلی راستوں پر ناکے لگائے جاتے ہیں اس کے علاوہ ضلع میں واقع دودھ فروخت کرنے والے مختلف مقامات کو بھی روزانہ کی بنیاد پر چیک کیا جاتا ہے۔ مورخہ 2۔ جولائی 2012 سے لے کر اب تک ضلع لاہور میں پنجاب فوڈ اتھارٹی کی ٹیموں کی جانب سے ملاوٹ شدہ اور ناقص دودھ کی فروخت کے خلاف کارروائی کی گئی جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے ضلع لاہور میں اب تک 7 ایسی فیکٹریوں کو سیل کیا گیا جو کہ مردہ جانوروں کی باقیات کو پگھلا کر چکنائی کا تیل بنا رہی تھیں جو کہ صابن میں استعمال ہو رہا ہے۔ کل 7 فیکٹریوں میں سے 5 فیکٹریاں بند روڈ پر واقع ہیں جن کے خلاف پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے سخت کارروائی کی گئی ہے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے کھلے عام کوکنگ آئل کی فروخت پر پابندی لگا دی گئی ہے اس سلسلے میں تمام فیلڈ ٹیمیں سختی سے پابندی کر رہی ہیں۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے کھلا تیل فروخت اور استعمال کرنے والوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اور ضلع لاہور میں اب تک 15 ایسے مقامات کو سیل کر دیا گیا ہے جو کہ کھلا تیل فروخت کر رہے تھے۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی جانب سے ضلع لاہور میں اب تک مصالحہ جات اور چائے کی پتی فروخت کرنے والے مختلف مقامات کو چیک کیا گیا اور اس سلسلے میں دہلی گیٹ، راوی ٹاؤن ضلع لاہور میں ناقص اور ملاوٹ شدہ چائے کی پتی کی 70 بوریاں ضائع کی گئیں۔ مانگا منڈی علاقہ، علامہ اقبال ٹاؤن اور ایور گرین میں چائے کی پتی کی کل 8870 کلو گرام مقدار ناقص اور ملاوٹ شدہ ہونے کی بناء پر ضائع کر دی گئیں۔ پنجاب فوڈ اتھارٹی کی تمام فیلڈ ٹیموں کو ضلع میں خوراک

کے معیار کو یقینی بنانے کے لئے سختی سے ہدایت جاری کی گئی ہیں اور اس سلسلے میں حتی الامکان کوشش کی جاتی ہے کہ خوراک میں ملاوٹ کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، اس کا جواب آگیا ہے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، میاں صاحب! فرمائیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ محترمہ کی انتہائی اہم تحریک التوائے کار تھی اور میں سمجھتا ہوں کہ ہم اس جواب بالکل مطمئن نہیں ہیں۔ ملاوٹ کی وجہ سے اس وقت 60 فیصد سے زائد بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ ہر چیز میں ملاوٹ، آپ خالص دودھ لینے نکلیں تو آپ کو نہیں ملے گا۔ انہوں نے پوری تفصیل سے کہا کہ کس طرح سے چائے کی پتی، سرخ مرچوں اور باقی ساری چیزوں میں ملاوٹ ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ روائتی طریقوں سے فوڈ اتھارٹی چیک کر رہی ہے اس نے اتنے جرمانے کئے ہیں پانچ ملوں کو بند کر دیا ہے اور سیل۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ ملاوٹ کے خاتمے کے لئے سخت ترین سزائیں دینے کے لئے یہاں پر legislation کی جائے۔ یہ ہم سب کی ذمہ داری ہے یہ آئندہ آنے والی ہماری اپنی نسلوں کی صحت کے لئے بڑا ضروری ہے۔ یہ ملاوٹ جس تیزی کے ساتھ deep rooted پھیل رہی ہے، اب یہ شہروں کا مسئلہ نہیں رہا بلکہ قصبوں اور دیہاتوں کے اندر بھی ملاوٹ شدہ چیزیں جارہی ہیں تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ آیا اس بارے میں حکومت نئے سرے سے کوئی قانون سازی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ جو اس وقت relevant Laws exist کرتے ہیں اس کے تحت پنجاب حکومت نے ہدایت کر دی ہے اور پنجاب فوڈ اتھارٹی قائم ہے جو کہ اس قانون کے تحت چھاپے مار کر دکانوں کو سیل بھی کر رہی ہیں، لوگوں کے خلاف FIRs درج ہو رہی ہیں اور ان کی گرفتاریاں ہو رہی ہیں اور عدالتوں میں کیس ان کے خلاف زیر سماعت ہیں۔ اگر میرے قابل احترام دوست اس میں مزید بہتری چاہتے ہیں تو وہ متعلقہ قانون میں amendment move کریں۔ انشاء اللہ بیٹھ کر اس کے بارے میں غور کریں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، بالکل ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 226/14 جناب احمد خان بھچر صاحب کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: جناب سپیکر! میں ڈاکٹروں کے ایک انتہائی اہم مسئلہ پر بات کرنا چاہتی ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! کل اس کو دیکھیں گے۔

ڈاکٹر فرزانہ نذیر: ٹھیک ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جناب احمد خان بھچر صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 226/14 کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب والا! اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے اس تحریک التوائے کار کو pending کرنے کی استدعا کی جاتی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 227/14 میاں محمد اسلم اقبال، محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی طرف سے ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب سپیکر! اس کے متعلق بھی یہی استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کو بھی اگلے ہفتے تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد تحریک التوائے کار نمبر 228/14 محترمہ نبیلہ حاکم علی خان، محترمہ راحیلہ انور، محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ کی طرف سے ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

ایل ڈی اے سٹی ہاؤسنگ سکیم میں اسٹیٹ ایجنٹوں و سرمایہ داروں کا قبضہ اور درمیانے طبقے کے لوگ اپنے حق سے محروم

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): شکریہ! جناب سپیکر! ایل ڈی اے سٹی ہاؤسنگ سکیم تقریباً 45ہزار کنال پر مشتمل ہے جس میں مختلف مواضعات کی اراضی شامل کی گئی ہے۔ان مواضعات کی اراضی زیر آمدہ سکیم کے متعلق نوٹیفکیشن زیر دفعہ 4 لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 مورخہ 24-11-2011 کو سرکاری گزٹ میں شائع ہو چکا ہے۔ایل ڈی اے نے بابت خرید اراضی برائے ایل ڈی اے سٹی، چھ ڈویلپمنٹ پارٹنرز یعنی معمار ہاؤسنگ، سروسز پاک اسٹیٹ ایجنسی، پیراگون سٹی، ملینیم لینڈ ڈویلپمنٹ، الفا اسٹیٹ اور اربن ڈویلپر کے ساتھ معاہدہ کیا ہے جس کی رُو سے متذکرہ بالا چھ ڈویلپمنٹ پارٹنر جو کہ اوپر بیان کئے گئے ہیں، سات موضع جات کی اراضی زیر آمدہ ایل ڈی اے سٹی مالکان اراضی سے بذریعہ رجسٹری وثیقہ نامہ بابت منتقلی اراضی و اندراج انتقال ریکارڈ مال و قبضہ موقع بحق ایل ڈی اے خرید کریں گے جس کے عوض ایل ڈی اے مالکان اراضی ڈویلپمنٹ پارٹنرز کو منتقل شدہ اراضی کا 31 فیصد ڈویلپمنٹ رہائشی پلاٹ بطور معاوضہ اراضی دے گا۔اس بابت ایل ڈی اے کی طرف سے روزنامہ "جنگ"، "نوائے وقت"، "دی نیوز" اور روزنامہ "پاکستان" میں مورخہ 01-02-2014 کے اخبارات میں اشتہار شائع ہو چکا ہے، جس میں عوام الناس کو مطلع کیا گیا ہے کہ متذکرہ بالا چھ ڈویلپمنٹ پارٹنرز کے ذریعے اراضی برائے ایل ڈی اے سٹی کے حصول کا آغاز کر دیا گیا ہے اور اس ضمن میں عدالتی حکم امتناعی مقدمہ یا تنازعہ زیر التواء ہو تو ایل ڈی اے کو تحریری طور پر مطلع کیا جائے۔مزید برآں ہر درخواست برائے حصول اراضی کی حتمی منظوری سے پہلے بذریعہ اخبار اشتہار عوام الناس سے اعتراضات طلب کئے جاتے ہیں۔ تحریک التوائے کار میں دیئے گئے اسٹیٹ ایجنٹس باجوہ اسٹیٹ، تاج اسٹیٹ، لیڈز اسٹیٹ، علی بلڈرز اور فضائیہ اسٹیٹ ایل ڈی اے کے پاس رجسٹرڈ نہیں ہیں اور نہ ہی ان کے ساتھ ایل ڈی اے کا کوئی معاہدہ بابت ایل ڈی اے سٹی ہوا ہے۔ایل ڈی اے صرف متذکرہ بالا چھ ڈویلپرز کو بطور معاوضہ اراضی فائلیں جاری کرے گا۔ جس کا باقاعدہ کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ ایل ڈی اے کے پاس محفوظ ہو گا اور ایل ڈی اے صرف محکمہ ہذا کی طرف سے جاری کردہ فائلوں کے متعلق ذمہ دار ہے اور صرف انہی فائلوں کو قانونی حیثیت حاصل ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک التوائے کار کا جواب آگیا ہے اس لئے اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 230/14 محترمہ گلناز شہزادی صاحبہ کی طرف سے ہے اور یہ پڑھی جا چکی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

پنجاب ایجوکیشن اور ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسرز کے عدم رابطہ کی وجہ سے ہزاروں طلباء و طالبات مشکلات کا شکار

(۔۔۔جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): شکریہ۔ جناب سپیکر! حکومت پنجاب کے فیصلے کے مطابق پنجاب ایگزامینیشن کمیشن نے انگلش، اردو، سائنس، ریاضی اور اسلامیات کا امتحان احسن طریقے سے لے لیا ہے۔ عربی، مطالعہ پاکستان اور کمپیوٹر سائنس اور دیگر مضامین کا امتحان سکول کے سربراہ، ای ڈی او (ایجوکیشن) کی نگرانی میں لے رہے ہیں۔ جس کا ریکارڈ اسی سکول میں ضلع کی سطح پر محفوظ رکھا جائے گا تاکہ کمیشن اور سکول کے امتحانات کا تقابلی موازنہ کر کے بچوں کی صلاحیت کو بہتر سے بہتر کرنے کے اقدامات کئے جا سکیں۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گی کہ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب آگیا ہے۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب سپیکر! میں نے جو پوچھا تھا اس کا جواب نہیں آیا، میں نے تو سسٹم کی بات کی تھی میرا ایک مسئلہ mismanagement سے متعلق تھا دوسرا date sheet کے gap کے متعلق تھا۔ جتنے بھی امتحانی سنٹرز تھے یعنی اگر سو سنٹرز تھے تو ان کے لئے سو امتحانی پرچے بنائے گئے اور ان کو وہیں پر چیک بھی کیا گیا۔ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ unified paper نہیں تھا، میری گزارش یہ ہے کہ میرا سوال کچھ اور تھا، جو جواب دیا ہے وہ تو میں بھی جانتی ہوں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جناب والا! ان کا main object یہ تھا کہ ای ڈی او (ایجوکیشن) اپنے اپنے ڈسٹرکٹ میں جو پرچے لے رہے ہیں وہ unified paper ہونے چاہئیں۔ اس کے بارے میں متعلقہ ای ڈی او صاحبان کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ پورے ڈسٹرکٹ میں ایک ہی پرچہ ہونا چاہئے اور ان سب کا ایک ہی جواب آنا چاہئے تاکہ میرٹ بہتر بنانے میں آسانی ہو سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس کا جواب آگیا ہے لہذا اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/ 237 چودھری عامر سلطان چیمہ، جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے۔

محترمہ گلناز شہزادی: جناب والا! میں نے تو result کی بات کی تھی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! اس پر بحث نہیں ہو سکتی۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے خود یہ فرمایا ہے کہ عربی، مطالعہ پاکستان اور کمپیوٹر سائنس اور دیگر مضامین کا امتحان سکول کے سربراہ ای ڈی او (ایجوکیشن) کی نگرانی میں لے رہے ہیں۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ اصل صورتحال یہ ہے کہ میرا بیٹا خود گورنمنٹ ہائی سکول میں ساتویں جماعت کا طالب علم ہے۔ اس نے مجھے یہ بتایا ہے کہ پورے سال میں عربی کا ایک سبق بھی نہیں پڑھایا گیا، جب سبق ہی نہیں پڑھایا گیا تو اس کا امتحان یہ کیا لے رہے ہیں؟ صورتحال یہ ہے کہ جو ڈیٹ شیٹ جاری ہوئی ہے اس میں عربی کا کہیں ذکر تک نہیں ہے۔ یہ کیسا امتحان ہے، کیسی تعلیم ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ای ڈی او صاحب خود امتحان لے رہے ہیں؟

جناب قائم مقام سپیکر: آپ اس سلسلے میں پہلے متعلقہ منسٹر کو کوئی application دیں تو پھر میں بھی ان سے بات کرتا ہوں۔

الحاج محمد الیاس چنیوٹی: جناب والا! یہ تو عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے مترادف ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14/ 237 چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب، جناب احمد شاہ کھگہ صاحب۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس کا جواب آگیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور (جناب نذر حسین): جی، اس کا جواب آگیا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس کا جواب دے دیں کیونکہ اب ٹائم ختم ہو رہا ہے۔

ایڈن ڈویلپرز لاہور کا ایڈن ہاؤسنگ سکیم فیروزپور روڈ کے نام پر ہزاروں لوگوں کو لوٹنا

(---جاری)

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون و پارلیمانی امور(جناب نذر حسین): مہربانی۔ فیروز پور روڈ کا کنٹرول 2010 کے بعد ایل ڈی اے کی تحویل میں دیا گیا ہے لہذا پانچ سال قبل اور آج تک ایل ڈی اے نے ایڈن لینڈ کے نام سے کوئی سکیم منظور نہ کی ہے، عوام الناس کی اطلاع کے لئے وقتاً فوقتاً ایل ڈی اے بذریعہ اشتہارات متنبہ کرتا رہتا ہے کہ کسی پرائیویٹ سکیم میں پلاٹوں کی خرید وفروخت کرنے سے قبل ایل ڈی اے سے سکیم کی منظوری کی بابت تسلی کر لیں۔ اس ضمن میں ایل ڈی اے کی ویب سائیٹ پر منظور شدہ سکیموں کی تفصیلات بھی عوام کی راہنمائی کے لئے مہیا کر دی گئی ہیں۔ علاوہ ازیں ایل ڈی اے کے one window operation پر تعینات عملے سے بھی غیر منظور شدہ سکیموں کے بارے میں تفصیلات لی جا سکتی ہیں، اس سلسلے میں عوام الناس مندرجہ بالا سہولیات سے استفادہ کرتے ہوئے اور بعد ازاں غیر منظور شدہ سکیموں پر سرمایہ کاری کرنے کے بعد مسائل کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ایڈن لینڈ سکیم کے حوالے سے شکایات کی موصولی پر ایل ڈی اے نے ایڈن ہاؤسنگ کو show cause کو نوٹس جاری کئے جس کے جواب میں ایڈین ہاؤسنگ ڈویلپر نے یہ مؤقف اختیار کیا کہ ایڈن لینڈ کے نام سے کوئی سکیم نہ ہے بلکہ ایڈن لینڈ کا نام بطور slogan ایڈن گارڈن سکیم استعمال کیا گیا ہے۔ مزید محکمہ ایل ڈی اے کے پاس پرائیویٹ سکیموں میں پلاٹوں کی خرید وفروخت کا کوئی ریکارڈ موجود نہ ہے۔ اس سلسلے میں جو شکایات ایل ڈی اے کو موصول ہو رہی ہیں ان پر حسب ضابطہ کارروائی کی جا رہی ہے۔

تحاریک استحقاق

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! اس تحریک التوائے کار کو میں pending کرتا ہوں اور آپ مجھے اس کے بارے میں مل لیں۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔ وزیر قانون صاحب تشریف لے آئے ہیں، تحریک استحقاق کو لے لیتے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، صدیق خان صاحب! فرمائیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب والا! میری ایک درخواست ہو گی، اس سے پہلے شیخ علاؤالدین صاحب نے ایک مسئلہ اٹھایا کہ کچھ columnists نے مختلف اخباروں میں پنجاب اسمبلی کے ممبران کے حوالے سے کچھ ایسا لکھا جس میں socially ان کا character malign کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس کے لئے آپ نے فرمایا کہ privilege motion لائی جائے اور جس طرح آپ نے اس پر react کیا اس پر میں آپ کو appreciate کروں گا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: مجھے اس ایوان کا تقدس عزیز ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! اسی حوالے سے میں عرض کروں گا کہ آپ Custodian of the House ہیں۔ میری بھی ایک درخواست ہے کہ میرا بھی اس طرح کا ایک ملتا جلتا معاملہ ہے جو کہ پنجاب اسمبلی کے حوالے سے ہے۔ اس اخبار کی cutting بھی میرے پاس موجود ہے، میری privilege motion بھی آپ take up کریں اور اس کے ساتھ ہی اس کو بھی آگے لے کر جایا جائے، جیسا کہ وزیر قانون صاحب نے ایک statement دی تھی کہ میاں محمد شہباز شریف پنجاب اسمبلی میں آکر قیمتی وقت ضائع نہیں کرنا چاہتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کیا پنجاب اسمبلی میں جو بزنس ہوتا ہے یا اس اسمبلی میں اگر لیڈر آف دی ہاؤس آتا ہے تو اس کے آنے سے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جناب صدیق خان صاحب! آپ میری بات سنیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب والا! میری بھی درخواست ہو گی کہ آپ kindly اس کو ملاحظہ فرمالیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں اس کو دیکھتا ہوں، آپ نے پہلے بھی بات کی تھی، سپیکر صاحب کے پاس یہ فائل موجود ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب والا! میری ایک درخواست ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ آ جائیں، میں اس کو دیکھ لیتا ہوں کیونکہ یہ میری نظر سے ابھی نہیں گزری۔

جناب محمد صدیق خان: جناب والا! استحقاق سب کا برابر ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میرے لئے تمام معزز ممبران برابر ہیں۔ آپ میرے آفس میں آ جائیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس مسئلے پر پہلے بھی سپیکر صاحب کی موجودگی میں بات ہو چکی ہے، رانا صاحب کی موجودگی میں بھی یہ بات ہو چکی ہے، ان کے پاس آپ کی یہ تحریک موجود ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ۔۔

جناب محمد صدیق خان: جناب والا! آپ میری بات تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی complete بات سب نے سمجھ لی ہے اب اس پر ذرا وزیر قانون کی بات بھی سن لیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ میری بات تو مکمل ہونے دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! آپ ان کی بات تو سن لیں۔

جناب محمد صدیق خان: ایک طرف تو آپ۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! صدیق خان صاحب میرے بیان یا میری بات کو منسوب کر کے اس کی وضاحت اس انداز سے کر رہے ہیں کہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی وضاحت سے اس ایوان کے تقدس میں کوئی اضافہ نہیں ہو رہا۔ وہ یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ دیکھیں جی یہ کہہ دیا اور اس کا مطلب یہ نکلتا ہے اس سے آگے مطلب یہ نکلتا ہے۔ میں نے سپیکر صاحب سے کہا تھا کہ آپ ان کی اس تحریک استحقاق کو مجلس استحقاقات کو بھیج دیں، میں وہاں پر اپنے بیان یا میں نے جو بات کی ہے اس کے متعلق کمیٹی میں اپنے بھائیوں کو اس بات پر مطمئن کروں گا۔ دیکھیں اس وقت ایوان کی proceeding چل رہی ہے اور میں ایک اور اہم مسئلے پر اسمبلی چیمبر میں ہی میٹنگ لے رہا تھا یعنی یہاں پر جو بزنس چل رہا تھا اس میں میری relevancy شاید اتنی ضروری نہیں تھی اور میں نے یہاں پر صرف بیٹھنا تھا لیکن میں نے اتنی دیر میں ایک اور ضروری کام کر لیا۔ اسی طرح سے جب اجلاس ہوتا ہے تو قائد حزب اختلاف کا ہر وقت یہاں پر موجود ہونا ضروری نہیں ہوتا اور اس بات کی بھی کسی بھی ممبر including چیف منسٹر پر پابندی نہیں ہے اور rules انہیں اس بات کا پابند نہیں کرتے کہ وہ ہر اجلاس میں ہر وقت یہاں پر موجود رہیں

گے۔ کوئی بھی ممبر even قائد ایوان یا قائد حزب اختلاف اگر اس وقت میں کوئی اور کام کر رہے ہوتے ہیں تو یقیناً ان کے لئے اس کام کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے اور ایسے کام ہوتے ہیں اور وہ ضروری نہیں کہ اگر قائد حزب اختلاف گئے ہیں تو وہ کسی ذاتی کام سے ہی گئے ہیں ہو سکتا ہے کہ وہ عوامی فلاح کے کسی ایسے کام میں گئے ہوں جو کہ یقیناً یہاں سے زیادہ بہتر طور پر purpose کو serve کرتا ہو اس لئے یہ بات کہ آپ میرے بیان کی خود تاویل یا دلیل دیں وہ میں خود دوں گا۔ وہ تحریک استحقاق سپیکر صاحب کے پاس پڑی ہے، میں نے تو سپیکر صاحب کو پہلے ہی یہ consent دے دی ہے۔ اگر آپ ابھی اس پر کوئی فیصلہ کر کے اس کو کمیٹی کے پاس بھیجنا چاہتے ہیں تو مجھے اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں۔ لاء منسٹر صاحب! وہ سپیکر صاحب کے پاس موجود ہے وہ آئیں گے تو وہی اس پر فیصلہ کریں گے۔ جناب امجد علی جاوید صاحب!

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! تشریف رکھیں۔ سپیکر صاحب نے اس Chair پر بیٹھ کر ایک چیز commit کی ہے۔ اب اس پر کوئی بحث نہیں ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میرے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے اور مجھے بات کرنے کی اجازت دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: صدیق خان صاحب! یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ آپ میرے لئے قابل احترام ہیں لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ سپیکر صاحب نے ایک چیز commit کی ہوئی ہے۔ بات یہ ہے کہ سپیکر صاحب اس وقت اجلاس کی صدارت کر رہے تھے ان کے سامنے ایک بات آئی ہے۔ میں ان سے consult کئے بغیر کوئی بات نہیں کر سکتا۔ آج شیخ صاحب نے میرے سامنے بات رکھی تو میں نے اس پر فیصلہ دے دیا۔ انشاء اللہ اس پر بات کر لیتے ہیں۔ لاء منسٹر صاحب!۔۔۔ جناب امجد علی جاوید صاحب کی تحریک استحقاق پڑھی جا چکی ہے آپ نے اس پر کہا تھا کہ مجھ سے مل لیں۔ شاید آپ مصروفیت کی وجہ سے ان کو ٹائم نہ دے سکے تو اس کا کیا کرنا ہے؟

ای ڈی او ہیلتھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کا معزز ممبر اسمبلی کو گالیاں دینا

(---جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! کھگہ صاحب تھوڑی دیر پہلے مجھے ملے تھے انہوں نے مجھے وہ قرار داد اب دکھائی ہے اس میں وہ amendment کر لی ہے۔ اگر وہ اس کو پیش کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں،Sorry آپ نے تحریک استحقاق take up کی لیکن میں سمجھا کہ آپ نے قرار دادیں take up کی ہیں۔ امجد علی جاوید صاحب کے ساتھ تحریک استحقاق کے حوالے سے کل بات ہوئی تھی وہ جواب سے بھی اور اس بات سے بھی مطمئن نہیں ہیں کہ اس معاملے کو ایوان سے باہر بیٹھ کر resolve کیا جائے۔ ان کی یہ خواہش ہے کہ اس کو مجلس استحقاقات میں بھیج کر وہاں اسے resolve کیا جائے اس لئے آپ اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کو بھیجی جاتی ہے وہ ایک مہینے کے اندر اس کا جواب دیں۔ اگلی تحریک استحقاق پیر خضر حیات شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب!--- یہ دو تحاریک استحقاق ہیں یہ کر لوں۔ لاء منسٹر صاحب موجود ہیں میں ان کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ پیر خضر حیات شاہ کھگہ کی تحریک استحقاق پڑھی جا چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اسے کل تک pending فرما لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک استحقاق کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نجیب اللہ خان صاحب کی ہے یہ بھی پڑھی جا چکی ہے۔ امجد علی جاوید صاحب! آپ کی تحریک استحقاق مجلس استحقاقات کو بھجوا دی گئی ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جناب نجیب اللہ خان صاحب کی تحریک استحقاق DFO کے متعلق ہے اس میں ابھی تک جواب موصول

نہیں ہوا۔ آپ اس میں last chance دے دیں اگر ڈیپارٹمنٹ کل تک اس کا جواب submit نہ کرے تو پھر اسے مجلس استحقاقات کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: اس تحریک استحقاق کو بھی کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک استحقاق رانا طاہر بشیر صاحب کی طرف سے ہے یہ ابھی move نہیں ہوئی۔ رانا صاحب موجود نہیں ہے لہذا اسے کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ جی، سردار صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہتے تھے۔

پوائنٹ آف آرڈر

خیبر پختونخوا میں سکھ کمیونٹی کو تحفظ فراہم کرنے کا مطالبہ

جناب رمیش سنگھ اروڑا: شکریہ۔ جناب سپیکر! پاکستان کا آئین غیر مسلموں کو مکمل تحفظ فراہم کرتا ہے لیکن جس طریقے سے خیبر پختونخوا میں سکھ کمیونٹی کے ساتھ زیادتی ہو رہی اور خیبر پختونخوا گورنمنٹ خاموش ہے۔ پچھلے دو مہینوں میں سکھ کمیونٹی کے دو لوگوں کو kidnap کیا گیا لیکن ابھی تک انہیں retrieve نہیں کرایا جا سکا، چارسدہ ڈسٹرکٹ میں دن دہاڑے دو قتل ہوئے، 13۔ تاریخ کو دن ساڑھے تین بجے ایک سردار صاحب کا قتل ہوا اور ڈیڑھ ماہ پہلے اسی طرح کا ایک واقعہ شبقدر ضلع چارسدہ میں پیش آیا لیکن جس طریقے سے خیبر پختونخوا گورنمنٹ خاموش ہے اس سے internationally بڑا غلط message جا رہا ہے کہ یہاں پر آئین پاکستان اور خصوصی طور پر جب خیبر پختونخوا کی گورنمنٹ بنی تھی تو انہوں نے اس وقت بارہا کہا کہ ہم یہاں پر بسنے والے غیر مسلموں کو مکمل تحفظ فراہم کریں گے لیکن ان کی خاموشی اس بات کا اعادہ کرتی ہے کہ خیبر پختونخوا کی گورنمنٹ بالکل خاموش ہے۔ میری استدعا ہے کہ وفاقی حکومت کے ذریعے خیبر پختونخوا کی حکومت کو pressurize کیا جائے کہ ہمارے جو سکھ کمیونٹی کے لوگ kidnapped ہیں انہیں بازیاب کرایا جائے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! معزز ممبر پنجاب کی بات کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کی بات سن لیں۔

جناب رمیش سنگھ اروڑا: جناب سپیکر! سوات میں خیبر پختونخوا کی گورنمنٹ کی طرف سے سکھ کمیونٹی کو دبایا جا رہا ہے اور بارہا یہی کہا جا رہا ہے کہ خاموش رہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: سردار صاحب! آپ کی بات ریکارڈ پر آ گئی ہے۔اپوزیشن لیڈر صاحب بھی یہاں پر موجود ہیں مجھے امید ہے کہ وہ اپنی قیادت سے یہ بات کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ بات ہماری اسمبلی سے متعلقہ نہیں ہے۔اگر انہیں خیبر پختونخوا سے متعلق کوئی شکایت ہے تو وہ ہمیں بتائیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! چونکہ وہاں پر آپ کی پارٹی کی گورنمنٹ ہے اس لئے آپ ان کی بات اپنی قیادت تک پہنچائیں چونکہ ان کے حقوق کا تحفظ کرنا پاکستان کے آئین میں درج ہے اور اقلیتوں کے تحفظ کی ذمہ داری ہم سب پر ہے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جی، بے شک۔

قرار دادیں
(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب قائم مقام سپیکر: Thank you very much سردار صاحب! قائد حزب اختلاف نے میرے ساتھ agree کیا ہے۔ سردار صاحب! اپوزیشن لیڈر نے اس پر commit کیا ہے کہ وہ بات کریں گے۔آپ کی بات بالکل جائز ہے وہ اس پر گورنمنٹ سے بھی اور قیادت سے بھی بات کریں گے۔ اب ہم پہلے مورخہ 11۔ مارچ 2014 کے ایجنڈے سے زیر التوا رکھی گئی قرار دادیں لیتے ہیں۔یہ قرارداد جناب احمد شاہ کھگہ صاحب کی ہے۔ شاہ صاحب! میرے خیال میں آپ اسے پیش کر چکے ہیں اور اسے pending کیا گیا تھا محرک نے جناب وزیر قانون سے اس قرار داد میں ترمیم کروانا تھی۔ کیا آپ نے ترمیم کروالی ہے؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جی، جناب اس میں ترمیم کروالی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ یہ قرار داد پیش کریں۔

پرائیویٹ رہائشی سکیموں کی دھوکا دہی کو روکنے کے لئے ڈویلپمنٹ اتھارٹیز سے جاری کئے گئے این او سی کی کاپی اشتہار کے ساتھ پرنٹ کرنے کا مطالبہ

جناب احمد شاہ کھگہ: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ عوام الناس کو دھوکا دہی سے بچانے کے لئے اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مختلف رہائشی سکیموں کی جانب سے لوگوں کو مرغوب کرنے کی غرض سے اخبارات میں جو پرکشش اشتہارات دیئے جاتے ہیں، عوام الناس کو جعلی اور جھوٹی رہائشی سکیموں کی دھوکا دہی سے بچانے کے لئے تمام پرائیویٹ رہائشی سکیموں کے مالکان کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ اپنے متعلقہ ٹی ایم او، ڈی سی او یا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی جانب سے جاری کردہ این او سی کی کاپی بھی اشتہار میں واضح طور پر پرنٹ کرائیں۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ عوام الناس کو دھوکا دہی سے بچانے کے لئے اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مختلف رہائشی سکیموں کی جانب سے لوگوں کو مرغوب کرنے کی غرض سے اخبارات میں جو پرکشش اشتہارات دیئے جاتے ہیں، عوام الناس کو جعلی اور جھوٹی رہائشی سکیموں کی دھوکا دہی سے بچانے کے لئے تمام پرائیویٹ رہائشی سکیموں کے مالکان کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ اپنے متعلقہ ٹی ایم او، ڈی سی او یا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی جانب سے جاری کردہ این او سی کی کاپی بھی اشتہار میں واضح طور پر پرنٹ کرائیں۔"

جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! انہوں نے جو پہلے قرارداد پیش کی تھی اسے میں نے اس مقصد کے لئے oppose کیا تھا کہ اُس میں اخبارات کو اشتہار نہ چھاپنے کا پابند کرنے کی بات کی گئی تھی کہ جس وقت تک این او سی جاری نہ ہو تو اُس وقت تک وہ اشتہار نہیں دے سکتے۔ چونکہ اس کی وجہ سے میڈیا اور اخبارات کے بزنس کے اُوپر قدغن ہونی تھی لہذا میں نے اس کی مخالفت کی تھی۔ معزز ممبر نے اپنی قرارداد میں ترمیم کر لی ہے اور اب یہ

ہے۔ mandatory میں پرنٹ میڈیا سے بھی امید کرتا ہوں کہ جب بھی وہ ان پرائیویٹ سکیموں کے اشتہار شائع کریں تو اس بات کو ensure کریں کہ ان کو این او سی ملا ہوا ہے اور یہ منظور شدہ سکیم ہے۔ جس طرح محرک نے کہا ہے کہ اگر اشتہار کے ساتھ این او سی کو بھی شائع کر دیں تو یہ سب کے لئے بہتر ہو گا، تو میں اس form میں اس قرار داد کی مخالفت نہیں کرتا۔

جناب قائم مقام سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ عوام الناس کو دھوکا دہی سے بچانے کے لئے اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مختلف رہائشی سکیموں کی جانب سے لوگوں کو مرغوب کرنے کی غرض سے اخبارات میں جو پُرکشش اشتہارات دیئے جاتے ہیں، عوام الناس کو جعلی اور جھوٹی رہائشی سکیموں کی دھوکا دہی سے بچانے کے لئے تمام پرائیویٹ رہائشی سکیموں کے مالکان کو اس بات کا پابند کیا جائے کہ وہ اپنے متعلقہ ٹی ایم او، ڈی سی او یا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی جانب سے جاری کردہ این او سی کی کاپی بھی اشتہار میں واضح طور پر پرنٹ کرائیں۔"

(قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ کل اجلاس کورم point out ہونے کی وجہ سے adjourn ہو گیا تھا۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: وہ آپ لوگوں کی وجہ سے ہوا تھا۔ ابھی آپ تشریف رکھیں۔ مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میری بات تو سُن لیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! میں آپ کو ہمیشہ floor دیتا ہوں لیکن ابھی مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ دیکھیں، کل آپ بات کرنا چاہتے تھے لیکن آپ کے ہی ایک معزز ممبر نے کورم point out کر دیا تھا۔ میں کل آپ کو floor دینا چاہتا تھا اور آپ کی بات سُننا چاہتا تھا لیکن کورم point out ہو گیا۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ نے فرمایا تھا کہ جتنا بھی بولنا چاہیں گے میں آپ کو وقت دوں گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: دیکھیں، بات یہ ہے کہ کل میری خواہش پر کورم point out نہیں کیا گیا۔ آپ کے ہی ایک معزز ممبر نے کورم کی نشاندہی کی تھی۔ اب آپ تشریف رکھیں اور مجھے ایجنڈے کے مطابق چلنے دیں۔ آپ آپس میں بیٹھ کر پہلے مشورہ کر لیا کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ اس معاملے کو ٹال رہے ہیں اسی لئے مجھے بات نہیں کرنے دے رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں بالکل نہیں ٹال رہا۔ اب ہم ایجنڈے کی قرار دادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرار داد چودھری عامر سلطان چیمہ کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! وزیر قانون نے پہلے جو statement دی اور جو کچھ انہوں نے کل کہا اس میں فرق ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! پہلے میری ایک منٹ بات سُن لیں پھر اس کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔ کل وزیر قانون نے جس وقت بات کی تو آپ اس میں بولنا چاہتے تھے۔ میں نے کہا کہ اس پر جو بھی معزز ممبر بات کرنا چاہیں میں ان کو موقع دوں گا۔ اسی دوران آپ کے ایک معزز ایم پی اے نے کورم کی نشاندہی کر دی اور چونکہ کورم پورا نہیں تھا اس لئے مجھے اجلاس ختم کرنا پڑا۔ مجھے بتائیں کہ اب میں اس ایجنڈے کو چھوڑ کر آپ کی بات کیسے سُن سکتا ہوں؟

جناب محمد عارف عباسی: ابھی سردار صاحب کو خیبر پختونخوا کے حوالے سے بات کرنے کے لئے آپ نے پندرہ منٹ دے دیئے ہیں جبکہ مجھے دو منٹ بات کرنے کی اجازت نہیں دے رہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے پندرہ منٹ نہیں دیئے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! ایجنڈے پر جو قرار دادیں ہیں ان کو take up ہونے دیں۔ اس کے بعد ہمارے حزب اختلاف کے بھائی جتنی دیر یہاں پر بات کرنی چاہیں ان کو اجازت دے دی جائے۔ ویسے تو یہ ساری باتیں باہر پریس کے سامنے کر آئے ہیں لیکن اگر یہ یہاں پر بھی بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ resolutions کے بعد ان کو موقع دیں۔ میں اس کا بالکل یہاں پر جواب دوں گا۔ ابھی عباسی صاحب نے کل کے کورم point out ہونے کا حوالہ دیا ہے۔ ویسے آپ عباسی صاحب سے کہہ دیں کہ وہ تشریف رکھ لیں، بیٹھ جائیں کیونکہ ان کو سزا تو نہیں ہے کہ جب میں بات کر رہا ہوں تو وہ کھڑے رہیں۔

جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ pre-budget general discussion کو minutely دیکھیں تو یہ حزب اختلاف کے لئے ہے اور general discussion میں ترجیح حزب اختلاف کے معزز ممبران کو دی جاتی ہے اور اس کے بعد پورا ایوان اس میں شامل ہوتا ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب نے pre-budget تجاویز کے لئے مختلف کمیٹیاں بنائی ہیں۔ان کمیٹیوں میں آفیسرز،آفیشلز، معزز ممبران کے علاوہ بھی کچھ لوگ شامل کئے گئے ہیں کہ جن کے متعلق ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ہمیں بہتر رائے اور راہنمائی دے سکتے ہیں۔اس بارے میں ساؤتھ، سنٹرل پنجاب اور نارتھ کے لئے کمیٹیاں بنائی گئی ہیں۔ حزب اقتدار کے معزز ممبران ان کمیٹیوں میں اپنی تجاویز دے سکتے ہیں اور بات بھی کر سکتے ہیں لیکن حزب اختلاف کے لئے یہی ایک موقع ہے کہ وہ یہاں پر بہتر انداز سے اپنی inputs دیں۔ میری سپیکر صاحب اور آپ سے بھی بات ہوئی تھی کہ pre-budget discussion میں اس بات کو ensure کیا جائے کہ حزب اختلاف کے جو معزز ممبران جو بات کرنا چاہتے ہیں انہیں ضرور موقع دیا جائے اور اس کے علاوہ حزب اقتدار کے دوست اگر بات کرنا چاہیں تو وہ بھی کر لیں۔اب اگر حزب اختلاف کی طرف سے ہی یہ روّیہ اپنایا جائے گا کہ pre-budget discussion کے لئے جو دن رکھے گئے ہیں وہ ان کو اس طرح کورم کی نذر کر دیں گے تو پھر یہ مناسب بات نہیں ہو گی۔اگر وزیر خزانہ کل یہاں ایوان میں موجود نہ ہوتے تو پھر ان کا اعتراض بنتا تھا۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب قائم مقام سپیکر: جی،وزیر قانون صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ وزیر خزانہ جن کی ذمہ داری اور فرض ہے وہ اور محکمہ خزانہ کے افسران کل یہاں پر موجود تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ حزب اختلاف کا وقت ہے اور حزب اختلاف کو اپنا وقت ضائع نہیں کرنا چاہئے۔وقفہ سوالات، تحاریک التوائے کار اور عام بحث کے حوالے سے ہمیشہ سے اس معزز ایوان کی یہ روایت رہی ہے کہ اس میں حزب اختلاف کو زیادہ سے زیادہ وقت دیا جاتا ہے۔ پچھلے بیس یا پچیس سالوں سے میں بھی اس کو دیکھ رہا ہوں کہ اس دوران کورم کی نشاندہی نہیں کی جاتی۔یہ بات rules میں تو نہیں لیکن روایت یہی ہے کہ اس دوران کورم point out نہیں کیا جاتا۔اس سے پہلے 2002 سے لے کر 2007 کی جو اسمبلی تھی اس میں ہماری حزب اختلاف کی کوئی اتنی زیادہ بھرپور تعداد نہیں تھی۔اس میں ایک دو مرتبہ ایسا ہوا کہ general discussion کے دوران حزب اقتدار کی

طرف سے کورم point out کیا گیا تو اس کا میڈیا نے اور اس ایوان میں بھی بہت زیادہ بُرا منایا گیا تھا کہ آپ ایسا کر کے حزب اختلاف کو اس کے حق سے محروم کر رہے ہیں۔ کل جب مجھے محترم قائد حزب اختلاف ملے تو میں نے ان سے درخواست کی تھی کہ آپ اپنے معزز ممبران کو پوری طرح سے realize کرائیں کہ یہ آپ کا وقت ہے۔ میں اس بات کو بھی ensure کروں گا کہ جس سے متعلقہ یہ معاملہ ہو گا وہ منسٹر ایوان میں حاضر ہو۔ اب بھی قرار دادیں take up ہو جائیں تو اس کے بعد جس issue پر عباسی صاحب بات کرنا چاہتے ہیں وہ بات کریں اس کا بالکل جواب دیا جائے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، پہلی قرار داد جناب عامر سلطان چیمہ صاحب کی ہے۔۔۔ وہ موجود نہیں ہیں لہذا یہ قرارداد dispose of کی جاتی ہے۔ دوسری قرارداد محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کی ہے وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

صوبہ کے تعلیمی اداروں کے طلباء وطالبات کو ناگہانی آفت سے بچانے کے لئے بیسک لائف سپورٹ اینڈ سیفٹی کی ٹریننگ کو لازمی قرار دینا

محترمہ شمیلہ اسلم: جناب سپیکر! اس ایوان کی رائے ہے کہ:

> "تمام تعلیمی اداروں میں مرحلہ وار Basic Life Support and Fire Safety کی training کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ بوقت ضرورت طلباء وطالبات ناگہانی آفت سے نبرد آزما ہو سکیں اور اس کے لئے پنجاب ایمرجنسی سروس 1122 کے Community Safety Wing کی خدمات حاصل کی جائیں۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "تمام تعلیمی اداروں میں مرحلہ وار Basic Life Support and Fire Safety کی training کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ بوقت ضرورت طلباء وطالبات ناگہانی آفت سے نبرد آزما ہو سکیں اور اس کے لئے پنجاب ایمرجنسی سروس 1122 کے Community Safety Wing کی خدمات حاصل کی جائیں۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ تمام تعلیمی اداروں میں مرحلہ وار Basic Life Support and Fire Safety کی training کو لازمی قرار دیا جائے تاکہ بوقت ضرورت طلباء وطالبات ناگہانی آفت سے نبرد آزما ہو سکیں اور اس کے لئے پنجاب ایمرجنسی سروس 1122 کے Community Safety Wing کی خدمات حاصل کی جائیں۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: تیسری قرارداد محترمہ شُنیلارُوت کی ہے۔ وہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

سرکاری سکولوں میں طلباء وطالبات پر اساتذہ کے تشدد کے حوالے سے قانون سازی کا مطالبہ

محترمہ شُنیلارُوت: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب حکومت سرکاری سکولوں میں طلباء وطالبات پر اساتذہ کی طرف سے جسمانی تشدد کے حوالہ سے قانون سازی کرے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب حکومت سرکاری سکولوں میں طلباء وطالبات پر اساتذہ کی طرف سے جسمانی تشدد کے حوالہ سے قانون سازی کرے۔"

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس قرارداد کو oppose نہیں کروں گا لیکن میں موجودہ صورتحال سے اس معزز ایوان کو آگاہ کر دوں کہ Free and Compulsory Education Bill جو کہ محکمہ کی طرف سے تیار کیا گیا ہے اور کابینہ کی میٹنگ میں پیش ہوا تھا جلد ہی قانون سازی کے لئے پنجاب اسمبلی میں پیش کر دیا جائے گا۔ اس کے Section-16 میں جسمانی تشدد یا سزا کا ذکر کرتے ہوئے انچارج کو یا اُستاد کو پابند کیا گیا ہے کہ وہ اس کی روک تھام کو یقینی بنائے۔ مزید برآں م "مار نہیں، پیار" کا سلوگن ہر سکول کے اندر اور باہر نمایاں جگہ پر آویزاں کرنے کے بھی احکامات جاری کئے گئے ہیں اور خلاف ورزی کرنے والے کو ملازمت سے برخاستگی کی سزا بھی اسی section میں تجویز کی گئی ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے اس ایوان کی رائے ہے:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پنجاب حکومت سرکاری سکولوں میں طلباء وطالبات پر اساتذہ کی طرف سے جسمانی تشدد کے حوالہ سے قانون سازی کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: چوتھی قرارداد میاں محمود الرشید صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

پبلک مقامات پر سکیورٹی کے انتظامات بہتر کرنے کا مطالبہ

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان سانحہ سیشن کورٹ اسلام آباد پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور دہشتگرد حملے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ سانحہ میں شہید ہونے والے افراد کے لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے وفاقی اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام پبلک مقامات پر سکیورٹی کے انتظامات کو بہتر کرنے کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھے تاکہ دہشتگردی سے مؤثر طور پر نمٹا جا سکے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان سانحہ سیشن کورٹ اسلام آباد پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور دہشتگرد حملے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ سانحہ میں شہید ہونے والے افراد کے لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے وفاقی اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام پبلک مقامات پر سکیورٹی کے انتظامات کو بہتر کرنے کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھے تاکہ دہشتگردی سے مؤثر طور پر نمٹا جا سکے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان سانحہ سیشن کورٹ اسلام آباد پر تشویش کا اظہار کرتا ہے اور دہشتگرد حملے کی شدید ترین الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ سانحہ میں شہید ہونے والے افراد کے لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے وفاقی اور صوبائی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ تمام پبلک مقامات پر سکیورٹی کے انتظامات کو بہتر کرنے کے لئے کوئی کسر اُٹھا نہ رکھے تاکہ دہشتگردی سے مؤثر طور پر نمٹا جا سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب قائم مقام سپیکر: پانچویں قرارداد جناب اویس قاسم خان کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

ایم این ایز کی طرز پر ایم پی ایز کو بلیو پاسپورٹ جاری کرنے کا مطالبہ

جناب اویس قاسم خان: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ جس طرح تمام ایم این ایز کو بلیو پاسپورٹ جاری کئے جاتے ہیں اسی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام ایم پی ایز کو بھی بلیو پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ جس طرح تمام ایم این ایز کو بلیو پاسپورٹ جاری کئے جاتے ہیں اسی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام ایم پی ایز کو بھی بلیو پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ جس طرح تمام ایم این ایز کو بلیو پاسپورٹ جاری کئے جاتے ہیں اسی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے تمام ایم پی ایز کو بھی بلیو پاسپورٹ جاری کئے جائیں۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

(---جاری)

پنجاب اور صوبائی دارالحکومت لاہور میں سنگین جرائم میں دن بدن اضافہ

(---جاری)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں نے صبح بھی لاء اینڈ آرڈر پر بات کی تھی۔ اس وقت پنجاب میں بڑا heinous crime ہو رہا ہے میں نے تین چار واقعات quote کئے تھے۔ اس وقت وزیر قانون صاحب یہاں پر موجود ہیں تو آج کے اخبارات کے اندر جو دو تین واقعات quote ہوئے ہیں ان پر وہ اس معزز ایوان کے اندر کچھ فرما دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معاملہ یہ ہے کہ قائد حزب اختلاف پنجاب میں دو تین واقعات کی بات کرتے ہیں اور اُس کے بعد یہ جتنی تشویش کا اظہار کرتے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس کی کوئی relevancy نہیں بنتی۔10 کروڑ کی آبادی کا یہ صوبہ ہے اور دنیا میں کوئی بھی انسانی معاشرہ crime free بھی نہیں رہا۔ اگر پنجاب میں crime ہو رہا ہے تو اُس کے لئے پنجاب حکومت جاگ رہی ہے اور پوری طرح سے effective role ادا کر رہی ہے۔ مظفر گڑھ کا واقعہ ہوا تو وہاں پر جا کر مؤثر کارروائی کرنے کی توفیق وزیر اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کو ہوئی۔ وہ تمام NGO's جو یہاں مال روڈ پر آ کر پوری پوری رات بیٹھتی ہیں کیونکہ یہاں پر live coverage کا انتظام تھا اور میڈیا چینلز کے اوپر بیٹھ کر ایک فرد کے گناہ کو پوری قوم کے چہرے پر محیط کرنے کے لئے تو وہ بہت زور لگاتی ہیں تاکہ وہ مغرب کی آنکھ کا تارا بنیں اور اُن کے اوپر ڈالروں کی بارش ہوتی رہے لیکن کسی کو توفیق نہیں ہوئی کہ وہ بھی اُس کچے گھر میں اُس غریب ماں کے پاس بیٹھ کر اُس کے ساتھ تعزیت کرے اور اُس کا دُکھ بانٹے۔

جناب سپیکر! ہم نے کبھی بھی یہ نہیں کہا کہ پنجاب crime free ہو جائے گا اور یہ ممکن بھی نہیں ہے لیکن حکومت کی طرف سے جو action ضروری ہوتا ہے ہم نے کوشش کی ہے کہ وہ ہر مرحلہ پر ہو۔ اگر تھانہ کلچر ہے تو وہ صرف پنجاب میں نہیں ہے، اگر rural mentality ہے جس کی وجہ سے مظفر گڑھ کا واقعہ پیش آیا تو اُس کے بعد کل بھی ایک واقعہ پیش آیا ہے میں اُس شہر اور اُس صوبہ کا نام نہیں لیتا لیکن کم از کم میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ وہ واقعہ پنجاب میں نہیں ہوا تو بات یہ ہے کہ یہ مسلسل اور تسلسل کے ساتھ کی جانے والی کوششیں ہیں کہ جن کے اوپر ہمیں بھی کام کرنا ہوگا، اپوزیشن کو بھی کام کرنا ہوگا اور سول سوسائٹی کی تنظیموں میں سے اُن لوگوں کو آگے آنا ہوگا جو لوگ اس معاملہ کو address کرنا چاہتے ہیں، اُن لوگوں کو نہیں کہ جو صرف نمبر بنا کر اپنے مفادات حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے قائد حزب اختلاف، ممبران حزب اختلاف اور یہاں پر موجود میڈیا کو بھی یہ یقین دلاتا ہوں کہ کوئی بھی ظلم، زیادتی یا جرم کا واقعہ حزب اختلاف کی طرف سے pin point ہوا ہو یا میڈیا پر کسی واقعہ کے حوالہ سے رات دو بجے بھی خبر دی گئی ہے تو محترم وزیر اعلیٰ نے اُس کا نوٹس بھی لیا ہے اور ایسا بھی ہوا ہے کہ اُسی وقت انہوں نے فون کر کے متعلقہ افسران سے اور مجھے بھی پوچھا ہے اور کہا ہے کہ اس معاملہ کو فوری طور پر دیکھا جائے۔ جہاں جہاں پر بھی کسی جرم کا کوئی واقعہ پایا گیا ہے اُس کو

address کرایا گیا ہے۔ میں یہ بات دعویٰ سے کہتا ہوں کہ پورے پنجاب میں جتنے RPO's and DPO's لگے ہیں اُن میں سے ایک بھی آدمی ایسا نہیں ہے جس کو میرٹ پر نہیں لگایا گیا، جس کو سفارش سے لگایا گیا ہو اور کوئی آدمی ایسا نہیں ہے کہ جس کو لگانے سے پہلے چاروں ایجنسیوں سے رپورٹ نہ لی گئی ہو کہ اس کی integrity کیا ہے، اس کی competency کیا ہے، یہ آدمی کیسا ہے اور اس وجہ سے ایسے لوگوں کو بھی فیلڈ میں ڈسٹرکٹ لیول پر نوکری ملی ہے جو میرے خیال میں اس کے علاوہ شاید کبھی سوچ بھی نہیں سکتے تھے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ تنقید کرنے والے تنقید کریں لیکن اصلاح کے لئے کریں۔ اب اگر ایک سب انسپکٹر مظفر گڑھ کے ایک تھانے میں بیٹھا ہے اور اس کی ذمہ داری ہے کہ ملزم کو بے گناہ لکھنے سے پہلے گنہگار کو گرفتار بھی کرے۔ اگر آپ اس سب انسپکٹر کی غلط ضمنی لکھنے پر وزیراعلیٰ سے بازپُرس کریں یا اس کی ذمہ داری ان پر ڈالیں گے تو یہ بات مناسب نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ ڈی پی او لیول تک بھی نہ جاتا، کانسٹیبل سے لے کر اوپر تک ہر اہلکار نے اپنی ذمہ داری ادا کرنا ہوتی ہے لیکن ڈی پی او کو جس بات کا قصوروار ٹھہرایا گیا کیونکہ بیٹی آمنہ جو ہلاک ہو گئی وہ دو دفعہ اس کے پاس گئی تھی۔ اگر وہ اس تک نہ پہنچی ہوتی کیونکہ یہ ایس ایچ او کی ذمہ داری تھی، سب انسپکٹر کی ذمہ داری تھی، انہوں نے وردی پہنی ہے، وہ ہر مہینے lump sum تنخواہ لیتے ہیں تو ان کا یہ فرض تھا اور اگر انہوں نے اس میں کوتاہی کی ہے تو اس کے بعد حکومت کا یہ فرض تھا کہ ان لوگوں کو سزا دی جائے تاکہ وہ مثال بنیں۔ اس عمل کو پوری commitment کے ساتھ کیا گیا ہے۔ میں اپوزیشن کے بھائیوں کو اور لیڈر آف دی اپوزیشن کو یقین دلاتا ہوں کہ اس بارے میں قطعی طور پر کوئی کوتاہی روا نہیں رکھی جائے گی اور اس صوبہ کے لوگوں کی جان، مال، عزت اور کاروبار کو تحفظ دیا جائے گا۔ اس اجلاس میں pre-budget discussion چل رہی ہے۔ یہاں تھانہ کلچر کو ختم کرنے کے لئے جو initiative لئے جا رہے ہیں، آئندہ اجلاس میں اس پر بحث کے لئے وقت رکھیں گے۔ ہم نے پہلے بھی وقت رکھا تھا لیکن وہ دن بھی کورم کی نظر ہو گئے۔ اس بحث میں جو initiatives ہوں گے میں اپوزیشن کے سامنے اور اس معزز ایوان کے سامنے رکھوں گا۔ ہمارے بھائی لیڈر آف دی اپوزیشن اور دوسرے بھائی اس میں تجاویز دیں۔ اس میں جو بہتری ہمارے ذہن میں نہیں آ سکی، ہمیں یہ بتائیں تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر پوری طرح سے عملدرآمد کریں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! رانا صاحب نے بڑی خوبصورتی سے سب اچھا کی یہاں ایک paint picture کی ہے۔ اس طرح معاملات نہیں ہیں۔ خدا کے لئے یہ event

exercises orientatedسے باہر نکلیں کہ کوئی مر گیا، تباہ ہو گیا، خودسوزی کر لی اور وہاں پر چیف منسٹر صاحب چلے گئے یہ کوئی کارکردگی نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس کاcredit بھی میڈیا کو جاتا ہے کہ جو اس واقعہ کو باہر لے کر آئے۔ ہم میڈیا کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں کہ جو واقعات اِکا دُکا ہوتے ہیں وہ سامنے لاتے ہیں کم از کم اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ پنجاب میں ہو کیا رہا ہے؟ بدقسمتی سے وزیر قانون کو اس کیgravity کا شاید اندازہ نہیں ہے کہ آج لوگ اپنے جان ومال کو محفوظ تصور نہیں کر رہے۔ یہsystem deteriorate ہو گیا ہے۔ میں جب بھی بات کرتا ہوں کہ خدارا پچھلے پانچ سال بھی آپ کی حکومت تھی، اب بھی ایک سال ہو گیا ہے۔ بھئی! یہ سسٹم کب بدلے گا، یہ تھانہ کلچر کب بہتر ہو گا اور لوگوں کے جان ومال کب محفوظ ہوں گے؟ میں نے ان چند واقعات کا ذکر کیا ہے جو آمنہ کے واقعہ سے بھی زیادہ بھیانک قسم کے ہیں۔ اجتماعی آبروریزی کی گئی ہے، مصطفیٰ آباد تھانے میں لڑکیاں بکتی رہی ہیں، وہاں لڑکیاں چار دفعہ بکی ہیں اور ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن کورٹ میں جا کر انہوں نے کہا ہے کہ ہمارا مقدمہ درج نہیں ہوتا۔ میرا کہنے کا مقصد قطعی طور پر یہ نہیں ہے، میں عمومی صورتحال کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ ہمیں اپنے سسٹم کو ٹھیک کرنا ہو گا۔ یہ اس وقت تک ٹھیک نہیں ہو گا جب تک سسٹم ٹھیک نہیں ہو گا۔ یہ دس کروڑ آبادی کا صوبہ ہے یہاں جرائم کیسے رُک سکتے ہیں؟ جناب! جب تک ہم اپنی سوچ کو نہیں بدلیں گے اور جب تک روایتیpolicing سے ہماری جان نہیں چھوٹتی یہ روایتی پولیس کے بس میں نہیں رہا۔ اب جرائم کے طریقے بھی بہت بدل گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں وزیر قانون کو اس بات پر آئندہ بجٹ اجلاس کے بعد بھی سوچنا ہو گا۔ اس کیprosecution بہتر ہونی چاہئے یہ جو سارا سسٹم ہے کہ ہم مکھی پہ مکھی مار رہے ہیں یہ انگریز کا بنا ہوا قانون ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس پر بحث کے لئےpre-budget کے بعد ایک دن رکھ لیں گے۔ جی، میاں صاحب!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! اگر بہتری چاہئے تو یہ قطعی اطمینان والی بات نہیں ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے کہہ دیا ہے کہ آئندہ اجلاس میں وہ اس پر ایک دن بحث کے لئے رکھیں گے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب عباسی صاحب بھی تشریف لے آئے ہیں آپ بے شک انہیں بھیtime دے دیں۔ بات یہ ہے کہ

قائد حزب اختلاف کہہ رہے ہیں کہ یہ تو بالکل کوئی کارکردگی نہیں ہے یعنی ایک مظلوم کی دادرسی کرنا اور ایک مظلوم کے زخموں کے اوپر مرہم رکھنا کوئی کارکردگی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ لیڈر آف دی اپوزیشن اس ماں سے جا کر پوچھیں جس کے دکھ میں چیف منسٹر جا کر اس کے ساتھ بیٹھے اور اس کے زخموں پر مرہم رکھی۔ اس گاؤں کے لوگوں سے جا کر پوچھیں۔ اگر وہ گاؤں کے لوگ بھی کہیں اور دکھی ماں بھی کہے کہ مجھے اس بات سے کوئی تسلی تشفی نہیں ہوئی اور یہ کوئی کارکردگی نہیں ہے تو پھر ہم مانیں۔ اب بات یہ ہے کہ آپ کو وسوسے اور خطرے ہیں کہ ایسی کارکردگی سے 2013 میں جو ہوا وہی 2018 میں کہیں نہ دہرا دیا جائے تو اس خطرے کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے۔ اس وہم اور خوف کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں ہے جس میں آپ مبتلا رہیں گے۔ باقی آپ نے بات کی ہے کہ پالیسی تبدیل ہونی چاہئے۔ بھئی! آپ کو بھی لوگوں نے منتخب کیا ہے اور آپ اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ پالیسی تبدیل ہونی چاہئے تو ہم بھی کہتے ہیں کہ تبدیل ہونی چاہئے جس کو ہم تبدیل کرنے کے لئے کوشش کر رہے ہیں لیکن آپ کوئی suggestion تو دیں۔ آپ کہتے ہیں کہ prosecution بہتر ہونی چاہئے لیکن کوئی suggestion بھی دیں کہ کیسے بہتر کریں؟ ہم اپنے طور پر سوچ رہے ہیں لیکن اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ہماری اس میں ناقص سمجھ ہے تو پھر آپ ہمیں بتائیں، کوئی contribute کریں کیونکہ آپ کی بھی ذمہ داری ہے۔ جہاں تک لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے تو جب تک اس ملک سے دہشتگردی کا خاتمہ نہیں ہوگا اُس وقت تک آپ اس ملک میں، میں سمجھتا ہوں کہ ideal صورتحال تو شاید دنیا میں کہیں بھی نہ ہو لیکن acceptable position نہیں لا سکتے۔ دہشتگردی کو ختم کرنے کے لئے آپ اُن لوگوں کا بھی تو کچھ کریں جو دہشتگردوں کو شہید قرار دینے پر تُلے ہوئے ہیں جو لوگ دہشتگردوں کی اتنی حمایت کرتے ہیں کہ وہ بات کرتے کرتے تھک جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "ناں ناں" یہ آپریشن نہیں ہونا چاہئے، دہشتگردوں کو ہاتھ نہیں لگانا چاہئے اور ان کے ساتھ صرف مذاکرات ہی کریں بلکہ ان کے آپ پاؤں پڑ جائیں۔ آپ اُن لوگوں کا کوئی چارہ کریں ان کو بھی کچھ سمجھائیں۔ اگر اس بارے میں حکومت کی کارکردگی میں کوئی واضح پیشرفت نہیں ہوئی تو آپ ان لوگوں کو دیکھیں کیونکہ وہ چہرے آپ کے جانے پہچانے ہیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ قائد حزب اختلاف ان چہروں کے آس پاس رہتے ہیں لہذا اُن کی بھی کبھی منّت کریں اور سمجھائیں کہ آپ ان دہشتگردوں کے کبھی دفتر کھلوانے بیٹھ جاتے ہیں، کبھی گھر بلانے بیٹھ جاتے ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ آپ ان کی طرف بالکل ہی نہ دیکھیں، کبھی کہتے ہیں کہ یہ بات کر کے آپ نے ان کو پریشان کر دیا ہے، کبھی کہتے ہیں کہ یہ بات کر کے

اُن کو مزید موقع دے دیا ہے لہذا ان کو بھی سمجھائیں کیونکہ یہ دہشتگردی ختم ہو گی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال مزید بہتر ہو گی۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! دہشتگردی کا بہانہ کر کے رانا صاحب کی جان چھُوٹ نہیں سکتی۔ یہ پنجاب کے حکمران ذمہ دار ہیں، یہ جوابدہ ہیں، آج لوگوں کی عزتیں لٹ رہی ہیں، آج ڈاکے پڑ رہے ہیں، آج پورے پنجاب کے اندر واویلا ہے اور یہ خواب خرگوش سے سو رہے ہیں۔ میں انہیں یہی کہتا ہوں کہ:

اتنی نہ بڑھا پاکی داماں کی حکایت
دامن کو ذرا دیکھ ذرا بند قبا دیکھ

آپ کہتے ہیں کہ پنجاب حکومت جاگ رہی ہے، وہ ترکی اور چائنا میں جاگ رہی ہے مگر پنجاب میں سوئی ہوئی ہے۔ پنجاب میں لوگ اس وقت اپنے جان و مال کو محفوظ تصور نہیں کرتے، روزانہ ڈاکو لوٹ مار کرتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! اس پر ایک دن بحث رکھ لیتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! یہ "سب اچھا ہے" کہہ دیتے ہیں لیکن بالکل اچھا نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ اندازِ تخاطب اور یہ روّیہ انتہائی قابل افسوس ہے۔ اس پر انہیں احساس ہی نہیں ہے کہ جس طرح سے ظلم، زیادتی اور بربریت پورے پنجاب کے تھانوں کے اندر ہے کوئی آدمی وہاں پر ایف آئی آر نہیں درج کروا سکتا۔ اگر کوئی ایف آئی آر درج کروالے تو تفتیش نہیں ہوتی اور تفتیش ہو جائے تو سزا انہیں ملتی۔ بتائیں کہ لوگ کدھر جائیں کیونکہ ان کو لوگوں نے ووٹ دیئے ہیں؟

جناب سپیکر! یہ دوسرا tenure ہے اور پچیس سال سے یہ حکومت کر رہے ہیں۔ یہ لوگوں کو جوابدہ ہیں اور اُن کے جان و مال کے محافظ ہیں۔ محض دہشتگردی کی بات کر کے اور دہشتگردوں سے مذاکرات کی بات کر کے یہ پہلو نہیں چھڑایا جا سکتا۔ آپ کو جواب دینا ہو گا کیونکہ ہر آدمی آج پریشان ہے۔ کیا پنجاب کے حکمران واقعی سو رہے ہیں، پنجاب کے حکمران کدھر ہیں؟ تھانوں کچہریوں میں جس طرح سے ظلم اور بربریت ہو رہی ہے اس کا جواب ان حکمرانوں کو دینا ہو گا۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیو نٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں لیڈر آف دی اپوزیشن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جو یہ فرمایا ہے کہ لوگوں نے آپ کو ووٹ دیئے ہیں۔ ویسے تو یہ مانتے نہیں ہیں اور ہر وقت یہی کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ دھاندلی ہوئی ہے۔ اب دیکھیں کہ اندر کا خوف سامنے آجاتا ہے، آدمی جتنا مرضی چھپائے لیکن حقیقت اور سچ آدمی کے باہر آجاتا ہے۔ اب انہوں نے چائنا کی جو بات کی ہے تو سب سے بڑا خوف پاکستان مسلم لیگ (ن) کا اور اس ملک کا بُرا چاہنے والوں کو یہ ہے کہ چائنا کے ساتھ تعاون کیوں ہو رہا ہے؟ یہ کبھی کہتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو وزیر خارجہ لگا دیا جائے، کبھی کہتے ہیں کہ ان کو اسلام آباد بھیج دیا جائے اور کبھی کہتے ہیں کہ ان کو فلاں جگہ بھیج دیا جائے۔ بھئی! پنجاب کے عوام اور اس ایوان نے جس کے حق میں 87 فیصد ووٹ دیئے ہیں آپ کے کہنے پر اس کو کون بھیجے گا؟ میں یہ آپ کو بتا دوں کہ صدرِ پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف چائنا visit پر گئے تو میں ان کے ساتھ تھا۔ اب ان کا جو خوف ہے تو میں ان کو ساری حقیقت ہی بیان کر دوں تاکہ ان کو تسلی، تشفی ہو جائے اور ان کو یہ پتا چل جائے کہ اس کا کوئی علاج نہیں ہے لہذا یہ آرام سے بیٹھ جائیں۔ چائنا میں جب پرائم منسٹر چائنا سے ملاقات ہوئی تو وہاں پر Coal Projects discuss ہوئے جن سے انشاء اللہ تعالیٰ اگلے تین سال میں یہ ملک جو چودہ پندرہ ہزار میگاواٹ سے چل رہا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب قائم مقام سپیکر: پلیز سب ممبران تشریف رکھیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیو نٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): اب یہ بات سن لیں اور حوصلہ کریں۔

جناب قائم مقام سپیکر: یہ کوئی طریق کار نہیں ہے۔ عباسی صاحب! بات سنیں۔ یہاں اپوزیشن لیڈر کی بات بھی سنی گئی ہے۔ اب آپ حوصلہ کریں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیو نٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں صبح سے ان کی جانیاں اور آنیاں دیکھ رہا ہوں۔ یہ یہاں پر آکر بیٹھتے ہیں پھر دوڑ کے باہر چلے جاتے ہیں۔ وہاں پر دو باتیں کرتے ہیں پھر یہاں پر آجاتے ہیں۔ یہاں سے پھر دوڑ کر جاتے ہیں پھر دو باتیں کر کے واپس آجاتے ہیں۔ میں نے ان کو کہا تھا کہ آج اجلاس کا جب ایجنڈا ختم ہو جائے گا تو پھر بات کریں گے۔ چائنا کے وزیر اعظم کے یہ الفاظ تھے کہ جب چائنا کے وزیر اعظم کو Coal Projects کا منصوبہ پیش کیا گیا جس سے انشاء اللہ تعالیٰ تین سالوں میں یعنی چھتیس ماہ اس منصوبے کی مدت ہے تو بیس

ہزار میگاواٹ بجلی اس ملک میں بنے گی، کراچی سے لے کر لاہور تک موٹروے بنے گا اور Gawadar Economic Corridor بنے گا جن کے اوپر خرچ کتنا ہو گا یعنی ساڑھے 32 بلین یو ایس ڈالر خرچ ہو گا۔ایک بلین ڈالر ہو تو ہمارا100۔ارب روپیہ بنتا ہے یہ میرے بھائی ذرا ضربیں دے کر حساب کریں کہ جب اتنا پیسا یہاں پر خرچ ہو گا تو یہاں پر economic activity ہوں گی جس سے مزدور کو مزدوری ملے گی، یہاں پر لوہے کا کام چلے گا اور اینٹوں کا کام چلے گا تو ان کا سیا یا مزید بڑھے گا اور ان کو زیادہ problem ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: تمام معزز ممبران رانا صاحب کی بات سنیں اور ترتیب سے بات کریں۔

(شور وغل)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب ان کا حال دیکھیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اب ان کے پاس کوئی چارہ نہیں ہے کہ یہ کورم point out کر کے دوڑ جائیں گے یعنی اب ان کا حال دیکھیں۔ میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: رانا صاحب کی آخری بات سن لیں۔ محترمہ! آپ بیٹھ جائیں اور ان کی آخری بات سنیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! آخری بات سن لیں اس کے بعد پھر آپ ان کو ٹائم دیں۔ جب یہ سارے منصوبے وہاں پر میٹنگ میں پیش کئے گئے اور discussion ہوئی تو وزیر اعظم چائنا نے جب ان کی approval دی تو ان کے یہ الفاظ تھے کہ ہم اس بات کو commit کرتے ہیں کہ ہم یہ فنڈز 32۔ارب ڈالر آپ کو مہیا کریں گے کیونکہ ہمیں آپ یعنی چیف منسٹر پنجاب کی طرف انہوں نے اشارہ کر کے کہا کہ ہمیں آپ پر اعتماد ہے کہ آپ ان منصوبوں کو بروقت مکمل کر سکتے ہیں۔ یہ ہے وہ بات جس کے لئے وہ چائنا جاتے ہیں کیونکہ چائنا کی حکومت ان کے اوپر اعتماد کرتی ہے، ترکی کی حکومت ان کے اوپر اعتماد کرتی ہے، ان کی صلاحیتوں پر پوری دنیا کو یقین ہے اور اُن کی صلاحیتیوں کی وجہ سے اِن کو خوف ہے لہذا ان کو اس خوف سے کوئی نہیں

بچا سکتا اور ہمارے پاس کوئی ایسا طریق کار نہیں ہے کہ ان کے خوف کو ہم ختم کر سکیں۔ان کو جو اپنا حشر نظر آ رہا ہے اگلے الیکشن میں وہ ان کا ہو کر رہے گا۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب!میں اس پر گزارش کرتا ہوں کہ pre budget بحث کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے ایک دن رکھ لیں گے۔آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اجلاس کل بروز بدھ مورخہ 19۔مارچ2014 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔